ننگِ دین
ننگِ وطن

پروفیسر فیّاض کاوش

برکاتی پبلشرز

ایم ۔ ۳۹، اِقبال کلاتھ مارکیٹ بولٹن مارکیٹ کراچی

ننگِ دین ننگِ وطن

از

پروفیسر فیاض کاوش

ناشر

برکاتی پبلشرز

ایم ۳۹۔ اقبال کلاتھ مارکیٹ بولٹن مارکیٹ کراچی ۲

87726

٢

اشاعت ۲۵

نام کتاب ــــــــــــ ننگ دین
ننگ وطن

مصنف ــــــــــــ پروفیسر فیاض کاوش

ناشر ــــــــــــ برکاتی پبلشرز۔ کراچی

طابع ــــــــــــ ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی

طباعت ــــــــــــ بار اوّل اکتوبر ۱۹۸۷ء

قیمت ــــــــــــ 20/-

ننگِ دین
ننگِ وطن

○ سیّد احمد بریلوی اور

○ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی

کی سچی تصویر غدّاری تاریخ کے آئینے میں
حقائق کی عکاسی ———

"انگریز دوستی" اور "مسلم کشی" کی
خونچکاں داستان۔

فہرست مضامین

تعارف

فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش پاکستان کے کہنہ مشق ادیب اور قلمکار ہیں، انہوں نے دینی، ادبی اور تاریخی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی کئی تصنیفات منظر عام پر آکر مقبول ہو چکی ہیں ـــــــ ان کی نگارشات زبان و بیان کی چاشنی کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین سے مزین ہوتی ہیں ـــــــ ان کی تحریریں بے ساختگی اور بے باکی ہے۔ وہ اقبال کے اس مصرعے کے ترجمان ہیں۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

ـــــــ ان کے یہاں منافقت نہیں، دو رنگی نہیں، مصلحتِ وقت نہیں ـــــــ وہ چھپاتے نہیں برملا کہتے ہیں ـــــــ وہ یک رنگ ہیں۔

یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ

پیش نظر کتاب کا موضوع وہ ایسی شخصیات ہیں جن کا گذشتہ پونے دو سو سال سے برابر تعاقب کیا جا رہا ہے یعنی ـــــــ مولوی سیّد احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ـــــــ !

ان دونوں حضرات کو ہمارے مؤرخین نے ہیرو بنایا ہے ـــــــ تاریخ پاک و ہند کا یہ عظیم المیہ ہے ـــــــ ان دونوں حضرات کے افکار و خیالات نے عشق و محبت کی دنیا ویران کی اور ان کی خون آشام تلوار

نے خونِ مسلم سے ہولی کھیلی اور دہشت و بربریت کا ایسا ہولناک ماحول پیدا کیا کہ شہیدِ تیغ قتیل پکار اٹھا۔ ؎

ہم تو کل قتل ہو چکے غمگیں
دیکھئے آج کس کی باری ہے

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا ذکر نہیں کیا جاتا، جس کو چھپایا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کو تاریخ کی مقدس ترین ہستیاں بنا کر دکھایا جاتا ہے ——— سچ ہے مؤرخ کا قلم بڑا رازدار ہے جس کو چاہتا ہے چھپاتا ہے جس کو چاہتا ہے کچھ کا کچھ بنا کر دکھاتا ہے ——— کس کو معلوم نہیں کہ جس صوبہ سرحد میں ان دونوں نے مسلمانوں کا خون بہایا وہاں سے پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کتنی دشواریاں پیش آئیں لیکن مؤرخ کے قلم نے نہ جانے کیوں اس فساد کو جو ان دونوں نے صوبہ سرحد میں برپا کیا تھا "پاکستان کا پہلا جہاد" قرار دیا۔ اور تاریخ کو مسخ کر کے رکھ دیا ——— حقیقت یہ ہے دونوں حضرات نے جس فکر کی تشکیل کی اس کو اسلامی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ اس نے اُس قومی حکومت کے لیے راہ ہموار کی جس کا آج بھی بھارت علمبردار ہے ———

اس تاریخ سے جو بھی متاثر ہے۔ اس کے دل میں "مشرک ہند" اور "کافر فرنگ" کی جگہ ہے اور نہیں ہے تو عاشقِ مصطفےٰ کی جگہ نہیں! ——— اُن کی تلواریں آج بھی اس کے خون کی پیاسی نظر آتی ہیں ——— بہرکیف وقت آگیا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کو ان دونوں کی صحیح تصویر دکھائی جائے۔ فاضل مصنف پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش نے ان دونوں حضرات کے چہروں سے نقاب الٹا ہے اور داغ دھبّوں کو دکھایا ہے جس کو دیکھ کر

حیرت ہوتی ہے۔ اور جن مؤرخوں اور محققوں نے ان چہروں کو حسین بنا کر دکھایا ہے۔ اُن کی شرمناک جرأت پر تعجب ہوتا ہے ـــــ فاضل مصنّف نے دلائل و براہین کی روشنی میں حقائق بیان کئے ہیں اور اس پر مستزاد ان کا دلپذیر اور دلکشا طرزِ بیان ہے۔ جس میں وہ منفرد نظر آتے ہیں ـــــ وہ بات کہتے ہی نہیں، دلوں میں اتار تے ہیں اور دلوں سے رگ رگ میں پیوست کر دیتے ہیں ـــــ ممکن ہے کہ بعض حضرات ان کے جلالِ تحریر کو اچھّا نہ سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی سیّد احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دھلوی نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ کیا ہے وہ ایسا خوں چکاں ہے کہ جس کے دل میں مصطفےٰ کا عشق اور ملّت کا درد ہے۔ وہ چیخے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ؎

کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے،

محبوب سے محبّت کا تقاضا ہے کہ گستاخ و بے ادب سے نفرت کی جائے ـــــ دل کی مسند پر بیک وقت دونوں نہیں بیٹھ سکتے ـــــ یہاں رقیب روسیاہ کا کیا کام؟ ـــــ یہاں تو رب العلمین اور محبوب رب العٰلمین جلوہ فرما ہیں ـــــ یہاں تو روشنیاں ہیں ظلمتوں کا کیا کام؟ ـــــ یہاں تو جنون و دیوانگی ہے ہوش و خرد کا کیا کام؟ ـــــ ہاں ؎

"نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا"

بعض حضرات اتحادِ اُمّت کی بات کرتے ہیں مگر ـــــ اتحادِ فکر کے بغیر اتحادِ اُمّت ـــــ ممکن نہیں ؎

"وائے تمنّائے خام وائے تمنّائے خام"

جب چہروں سے نقاب اُلٹے جاتے ہیں اور رازہائے سربستہ طشت از بام کیے جاتے ہیں تو غلط کاریوں کو چھپانے کے لئے "اتحاد" کا نعرہ الاپا جاتا ہے ـــــ ایک اللہ ۔ ایک کتاب ، ایک رسول ـــــ اور نقاب الٹنے والوں کو فتنہ گر ثابت کیا جاتا ہے مگر وہ وقت بھلا دیا جاتا ہے جب اتحاد کا نعرہ لگانے والوں کی نظریں نقاب اُلٹنے والے بھی کافر و مشرک تھے ـــــ اُس وقت نہ اللہ ایک نظر آیا ، نہ کتاب ایک نظر آئی ، اور نہ رسول ایک نظر آیا ـــــ سچ ہے جب جان پر بنتی ہے تو عقل ٹھکانے آجاتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے فکر و نظر کی اصلاح کے لئے خوب محنت کی اور حقائق و واقعات کو مؤثر انداز میں بیان فرما کر آنکھیں کھول دیں ۔ مولیٰ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہمارے دلوں کو آباد رکھے اور ہم سب کو نعت مصطفےٰ میں رطب اللسان رکھے ۔ آمین ! ؎

مطرب خوشنوا بگو ، تازہ بتازہ نو بنو
چپ نہ ہو ہائے چپ نہ ہو گائے جا ہاں گائے جا

مسلمانوں کی یکجہتی کا سنہرہ دور

"وہ لوگ کیا ہوئے وہ زمانہ کدھر گیا"

شروع شروع جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو ان سب کا ——— "ایک عقیدہ" ——— "ایک مذہب" ——— اور ——— ایک مسلک تھا ———!!!

طوطیٔ ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلامِ بلاغت نظام میں مسلمانوں کی اسی یک رنگی کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ——— "ردِّ رافضی" ——— میں مسلمانوں کی اسی فکری و مذہبی ہم آہنگی کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواز میں حضرت امیر کے اشعار پیش کئے ہیں اس کے بعد ایران سے شیعانِ علی کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک علیحدہ یہی پہلا نووارد گروہ تھا ورنہ باقی سارے کے سارے مسلمان ایک ہی عقیدے پر متحد تھے اور جماعت اہلسنت سے منسلک تھے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء تک ہندوستان کے مسلمانوں میں صرف دو فرقے تھے۔

ایک تو ——— "اہلسنّت وجماعت" ——— اور دوسرا ——— "اہل تشیع" ———! بس ان کے علاوہ اور کوئی تیسرا فرقہ ہندوستان کے مسلمانوں میں تھا ہی نہیں۔ چنانچہ انگریزی عملداری سے پہلے پہلے تمام مسلمان زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب کے قائل تھے ——— عرس و عرائس اور مولود شریف کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

—— اکبر بادشاہ جیسے ملحد کے دور میں بھی عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وہ شان دار جشنِ عام ہوتا تھا کہ بس دیکھتے ہی رہیے! شہر کی تمام شاہراہوں کو دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا —— بیچ میں دسترخوانِ نعمت بچھایا جاتا تھا —— جس پر ہر خاص و عام پر دعوت طعام کا اذنِ عام ہوتا تھا ——!

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر خود اہلِ سنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر بڑی دھوم دھام سے لال قلعے میں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا تھا۔ —— اور کیوں نہ ہوتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہی مسلمانوں کے لئے —— "مرکزِ اتحاد" —— ہے نہ صرف مرکزِ اتحاد ہے بلکہ —— "مرکزِ حیات" ہے! ؎

"قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں،
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ"

چنانچہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید قسم کی محبت ہی ایمان باللہ کی قوی دلیل ہے ؎

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس نکتے کو غاصب انگریز نے خوب سمجھ لیا تھا! چنانچہ آئندہ اس ایک نکتۂ خاص ہی کے تحت عیار انگریز نے مسلمانوں کی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اپنی فسادی پالیسی ترتیب دی! اس سلسلے میں تاریخی حقائق اس طرح واضح اور وافر ہیں کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں!

انگریزوں کی سوداگری

دیارِ مصر میں دیکھا ہے میں نے دولت کو
ستم ظریف پیمبر خرید لیتی ہے

چنانچہ انگریز جیسی زیرک قوم نے اس نفسیاتی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ـــــ مسلمانوں کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے مرکزِ عقیدت یعنی ـــــ ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کر دیا جائے تاکہ جمیعت مسلم از خود پارہ پارہ ہو جائے۔ اس طرح دھڑ لگے نہ پھٹکڑی ـــ رنگ چوکھا آئے۔

چنانچہ مسلمانوں کو زیرِ دام لانے کے لئے انگریز نے بقول علامہ اقبال یہ نسخہ تجویز کیا ؎

"وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو"

انگریز نے مسلمانوں کے دل سے عشقِ رسول اور عشقِ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لئے ـــــ زرِ کثیر خرچ کر کے ـــــ "ضمیر فروش علمائے سوء" ـــــ کی خدماتِ جلیلہ حاصل کیں ـــــ اور پھر اس لکاؤ مال سے انگریز نے اقتدار کی منڈی میں اپنا فسادی کاروبار پھیلایا ـــــ!

چنانچہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ـــــ ان کے مرکزِ اتحاد کو توڑنے کے لئے اور ـــــ عشقِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تارِ پود بکھیرنے کے لئے انگریز کے پٹھو مولویوں کی طرف سے ـــــ "امکانِ کذب" ـــــ "امتناعِ نظیر" ـــــ "علمِ غیب" ـــــ اور "حاضر و ناظر" ـــــ جیسے نئے نئے مسائل اٹھائے گئے۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے اِن لایعنی مسائل کی اشاعت کے لئے زبانِ طعن و تشنیع استعمال کی گئی ـــــ اس طرح ـــــ عقائدِ اہلِ سنت ـــــ کے خلاف گستاخانہ لب و لہجہ کے تیر و نشتر چلائے گئے ـــــ اور

مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا گیا۔

——— انتہا یہ کہ "اہلِ سنّت" کو ——— "اہلِ بدعت" کا لقب دیا گیا ——— اس طرح "مسلک حقہ" پر شرک و بدعت کا لیبل لگا یا گیا !!

اپنی اپج سے یہ نئے نئے مسائل گھڑنے والے گھٹیا ملا سٹے سارے کے سارے انگریز کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار تھے (جس کے ثبوت میں تاریخی حوالے آگے آرہے ہیں) اُن سب کے سرغنہ امام الوہابیہ ——— "مولوی اسمٰعیل دہلوی ——— تھے۔ جی ہاں ! ——— یہ ایک حقیقت ہے ——— تلخ حقیقت ——— جسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں ! ہندوستان میں یہی وہ پہلا شخص ہے جس کی علمی و عملی کوششوں سے ——— "جماعت اہلِ سنّت" ——— میں رخنہ پڑا ——— مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھرا ——— ! گستاخی و بے ادبی کا دروازہ کھُلا ——— !!! اس کے نتیجہ میں انگریزی پالیسی کا بول بالا ہوا ——— دجل و فریب کا کالا منہ اور کالا ہوا۔ ——— چنانچہ خارجی ذہنیت کے حامل لوگوں میں سے کوئی ——— "غیر مقلد" ——— بنا ! کوئی ——— "وہابی" ——— کہلایا ! ——— کوئی دیوبندی ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر معمولی پڑھا لکھا آدمی ——— "توحید" ——— کے نام پر ——— توہینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم" کرنے لگا ——— اولیاء کرام کی عظمت کے نورانی مینار گرانے لگا اور بندگانِ دین کے ادب و احترام کے پرخچے اڑانے لگا غرضکہ حقائق کی وہ دھول اڑائی گئی کہ ہر چیز دھندلا گئی ! ——— یہ شیطانی آندھی اس زور و شور سے بڑھی چڑھی کہ سارے ہندوستان پر وہابیت کا گرد و غبار چھا گیا ——— حاصل یہ کہ :-

بستیوں کو بانٹنے والا جو خط کھنچا گیا
خط کشیدہ لوگ اس کو رہگزر کہنے لگے

لیکن اس دور پُر فتن میں ـــــ "جماعت اہلسنت حنفی بریلوی" ـــــ سے تعلق رکھنے والے عاشقانِ رسول ، بہر حال اسلاف کی ـــــ "قدیم روش" پر قائم دائم رہے ـــــ اسلام میں اس ـــــ "جدید روش" ـــــ کے خلاف ـــــ تصدیق و توثیق ایک ایسی ذاتِ والا صفات نے کی ہے۔ کہ کسی کو مجالِ انکار نہیں ـــــ یعنی مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحب اِس امر کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی ـــــ
"قدیم روش" ـــــ پر قائم رہا اور اپنے کو ـــــ
ـــــ "اہل السنۃ" ـــــ کہتا رہا ۔ اس گروہ
کے پیشوا زیادہ تر ـــــ "بریلی" اور "بدایوں"
ـــــ کے علماء تھے ـــــ !"

(حیات شبلی از علامہ سید سلیمان ندوی ص۴۶۰)

گویا ـــــ بدایونی اور بریلوی علمائے اہلسنت" ـــــ ہی وہ دینی پیشوا تھے جو قرونِ اولیٰ کے علمائے اہل سنت کے پیروکار رہتے ہوئے اپنی ـــــ "قدیم روش" ـــــ پر قائم رہے اور انگریزوں کی ملی بھگت سے وہابیہ کے اٹھائے ہوئے ـــــ "نئے فتنوں" کی لپیٹ میں نہ آئے ! ـــــ اسی کے ساتھ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ علمائے بریلوی و بدایونی کے سربراہ امام احمد رضا خاں صاحب

بریلوی تھے۔ اپنے دور میں جنہوں نے جدید فتنوں کے خلاف قلمی جہاد کیا، چنانچہ علامہ سیّد سلیمان ندوی صاحب کے اس بیان سے مخالفین ومنافقین کا یہ الزام بھی پورے طور پر رد ہوگیا کہ ——— "بریلویت انگریزی دور کی پیداوار ہے"! ——— بلکہ ثابت یہ ہوا کہ بریلویت تو سختی سے ——— قدیم روش ——— پر قائم رہنے والوں کی علامت ہے۔

——— سنیوں کی اس قدیم ترین تنظیم کا نام ——— جماعت اہلسنت ——— ہے، یہی اسلام کا ——— سوادِ اعظم (یعنی بڑی جماعت) ہے۔

——— اسی کے سربراہ اپنے دور میں ——— امام احمد رضا ——— تھے ———"!

اس سے قطع نظر مورخ اسلام کے بیانات سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ ——— جماعت اہلسنت ——— کے مدمقابل تمام جدید فرقے بعد کی چیز ہیں یعنی ——— قادیانیت، ہنبوت، نیچریت، پرویزیت، چکڑالویت، وہابیت، دیوبندیت اور غیر مقلد (اہل حدیث) وغیرہ سب کے سب اٹھارھویں صدی کے بعد کی پیداوار ہیں اور ان میں سے بیشتر انگریز سرکار کی کاشت ہیں۔ ——— جن کے خلاف امام اہل سنت نے قلمی جہاد کیا چنانچہ سارے ہندوستان بھر میں صرف اور صرف امام احمد رضا کی ذات تھی جس نے اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر باغیانہ تحریک کا منہ توڑ جواب دیا اور اس سختی سے اس کا رد کیا کہ اسلام کے نام نہاد ترقی پسند اور جدت پسند چیخ اٹھے ——— اور کچھ نہ بن پڑا تو الٹا امام اہل سنت پر بدعتی ہونے کا الزام لگادیا۔ ——— بدعتیوں کا امام قرار دے کر اس شدت سے ان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا کہ اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بدعت کا علمبردار

خیال کرنے لگا حالانکہ امام احمد رضا کو بدعت سے دور کا واسطہ نہیں۔

ﮯ
وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات اُن کو بڑی ناگوار گذری ہے

امام احمد رضا تو قاطع بدعت تھے وہ تو بدعتیوں کا قلع قمع کر رہے تھے ـــــــ یہ تاریخ کا حتمی فیصلہ ہے۔ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ اور اب دوسرے مشہور مورخ شیخ محمد اکرم صاحب امام احمد رضا کی قدامت پسندی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انہوں (فاضل بریلوی امام احمد رضا خانصاحب) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں" کی حمایت کی۔" "(موج کوثر" ـــــ طبع ہفتم ـــــ ص ۷۰)

اس سے امام احمد رضا کی بدعت دشمنی کی مزید تصدیق ہو گئی۔ غرضکہ امام احمد رضا کی قدامت پسندی کا اس تواتر سے اعتراف کیا گیا ہے کہ اردو ادب کے معروف محقق مالک رام جو ایک بے طرف قسم کی قطعی غیر جانب دار شخصیت ہیں انہیں بھی اپنی تحقیق سے یہی معلوم ہوا کہ چنانچہ وہ امام اہل سنت کے "سخت گیر قسم کے قدیم الخیال" ہونے کی تائید و توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خان مرحوم کا وطن ہے وہ "بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم" تھے۔
(نذر عرشی۔ مطبوعہ دہلی ص۱۳)

کیا غضب ہے کہ سارے کے سارے مستند مؤرخین تو یہ کہیں کہ
—— "مولانا بریلوی قدیم حنفی طریقوں کی شدت سے حمایت کرتے تھے"
—— وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔
—— لیکن آج کے باغی وہابی ذہن انھیں پھر بھی —— بدعتیوں کا امام —— ہونے کا الزام لگائیں۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

سُنّیوں کی سَو فیصد اکثریّت

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان میں شروع ہی سے سُنّیوں کی اکثریت رہی ہے۔ چنانچہ سنیوں کی سو فی صد اکثریت کا اعلان ایسی مُستند ہستیوں نے کیا ہے۔ جن پر کسی مخالف کو مجال اعتراض نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود مخالفینِ اہلسنت کی معتبر شخصیت ابو الوفا مولوی ثناء اللہ امرتسری سنیوں کی سو فی صدی اکثریت کا اعتراف کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں:-

"امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو اور سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے۔ اسّی سال قبل قریبًا ——— "سب مسلمان" ——— اسی خیال کے تھے جن کو آج کل ——— "بریلوی حنفی" خیال کیا جاتا ہے ———"

("شمع توحید" صفحہ ۴۰ از مولوی ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا)

ابو الوفا کے وفادارو ——— سُن لو ——— "بریلوی حنفی" ——— مسلمانوں کے علاوہ یہاں کوئی اور دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں! یہ مشاہدہ بھی کسی "بریلوی" کا نہیں بلکہ یہ تصدیق ——— امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۳۷ء میں کی ہے ——— اور

اسی کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی ماننا پڑے گا کہ ۱۹۲۷ء سے ـــــ اسّی سال پہلے ـــــ "۱۸۵۷ء" ـــــ تھا ـــــ! اور یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ ـــــ یہ وہی ۱۸۵۷ء ہے جس کے بعد انگریز نے بکمالِ غداری ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ جمایا ـــــ اور پھر بکمالِ عیاری ہندوستان کی اکثریتی جماعتوں میں فتنہ و فساد برپا کرا کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ذلیل منصوبہ بنایا ـــــ!

جی ہاں! ـــــ اس سلسلے میں خود ـــــ "سر جان میلکم" ـــــ کی رپورٹ ملاحظہ فرمایئے ـــــ لکھتے ہیں :-

"ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو ـــــ بڑی جماعتیں ـــــ ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تا کہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو متزلزل نہ کر سکیں" (تفصیل کے لئے دیکھئے، ماہنامہ البلاغ کراچی فروری ۱۹۶۹ء ـ مضمون برصغیر کے اسلامی مدارس ـ از شمس الحق افغانی)

"سر جان میلکم" نے ہندوستان کی ـــــ "بڑی جماعتوں" ـــــ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی جو اسکیم پیش کی تھی ظاہر ہے کہ اس کی ساری زد مسلمانوں کی اکثریتی ـــــ "جماعت اہلسنت" ـــــ پر پڑ رہی تھی! ـــــ کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں میں ـــــ "جماعت اہلسنّت" ـــــ سے بڑی اور کوئی جماعت تھی ہی نہیں؟ ـــــ چنانچہ اسی کو پاش پاش کرنے کی یہ انگریزی سازش تھی ـــــ جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے

87729

_____کرائے کے ٹٹوؤں کو ایڑ لگا کر آگے بڑھایا گیا _____! اس طرح ایمان کے لیٹروں سے _____"صراط مستقیم" _____"فتاوی نذیریہ" _____"ترک اسلام الشبہات" _____"فتاوی حدیثیہ" _____ اور "تقویت الایمان" جیسی دشمن ایمان، دل آزار اور زہرہ گداز کتابیں لکھوائی گیئں _____ اور پھر ان کتب کی نشر واشاعت کا سرکاری طور پر انتظام کر کے ان کی جگر خراش تحریروں کو انگریزی حکومت کے ذرائع وسائل سے ہندوستان میں عام کیا گیا _____ جی ہاں ! ہ

تم کو خود حسن کا احساس نہیں ہے ورنہ
آئینہ سامنے رکھدوں تو پسینہ آجائے

چنانچہ آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ :-

"انگریزوں نے کتاب _____"تقویت الایمان"_____ بغیر قیمت کے تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیر آبادی ص۱۲۵ مقالہ ڈاکٹریٹ از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

آپ کا مطلب ہے کہ انگریزوں نے ایمان کی تقویت کے لئے تقویت الایمان کو ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کیا۔ !!

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی مفت تقسیم سے کیا انگریزوں کو واقعی خدمت اسلام کرنا منظور تھی _____ ؟؟؟

نہیں ! ہرگز نہیں !!! _____

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کتب کی فتنہ گری ہی کے سبب انگریزوں نے ان کی تشہیر و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا _____ تاکہ ان شر انگیز

تحریروں کو سب مسلمان پڑھ لیں۔ اور پھر اس کی فتنہ گری سے مستفیض ہو کر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں ہو جائیں۔ ـــــ

اور ادھر غاصب انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجاتا رہے! برٹش راج مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے۔

اپنے اس "زرین مقصد" کو حاصل کرنے کے لئے انگریز نے اپنی خاص پالیسی کے تحت اس زہریلی کتاب کو اپنے خرچے سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کا شیطانی فریضہ ادا کیا تاکہ بھولے سے بھی کوئی بھولا بھالا مسلمان اس زہریلی کتاب کے شر و فساد سے محروم نہ رہ جائے، جی ہاں!

اتنی ارزاں تو نہ تھی درد کی دولت پہلے
جس طرف جایئے زخموں کے لگے ہیں انبار

تقویت الایمان کی ہلاکت خیزی

حضرت مولینا مخصوص اللہ صاحب دلپسر شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہما تقویت الایمان کی فتنہ انگیزی ہی کے سبب اس کو ـــــ "تفویت الایمان" ـــــ کہا کرتے تھے۔ یعنی ـــــ "ایمان کو ھلاک کرنے والی"!!!

(تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان ص۱۰۱)

اس کتاب کی ہلاکت خیزی کا اس سے اندازہ لگایئے کہ ـــــ

ـــــ وہابیوں ہی کے مایۂ ناز مؤرخ مولوی محمد جعفر تھانیسری اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

میری موجودگی ہند کے وقت ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء
شاید پنجاب بھر میں ـــــ "دشمن وہابی" ـــــ عقیدے

کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۶ھ/
۱۸۷۸ء میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر
ایسا نہیں ہے جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم
_____ "پہارم حصہ" _____ "وہابی معتقد
محمد اسمٰعیل" _____ کے نہ ہوں" (تاریخ عجیبہ)

مولوی محمد اسمٰعیل کتاب تقویت الایمان کے مصنف ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے معتقد وہابیوں کی تعداد میں جو اس تیزی سے اضافہ ہوا _____ یہ سب "تقویت الایمان" _____ کے مضر اثرات ہی کا نتیجہ تھا۔ جسے انگریز سرکار نے اپنے صرفہ خرچہ سے سارے ہندوستان میں پھیلایا تھا۔ ؎

"ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو"

خلاصۂ کلام

اک حرف اک طویل حکایت سے کم نہیں
اک بوند اک بحر کی وسعت سے کم نہیں

اب تک جو کچھ لکھا گیا اس کا اختصار یہ ہے کہ :-

★ _____ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زرّیں دور میں ہندوستان میں مسلمانوں کی مذہبی یک جہتی کا بیان کیا _____ !

★ _____ اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے اپنے عہد میں ہندوستان میں _____ "شیعیّت" _____ کی آمد کی خبر دی !!

★ ——— امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۱۸۵۷ء سے پہلے پہلے تک سو فی صد مسلمانوں کے عقائد ——— "بریلی حنفی" ——— ہونے کی تصدیق کی ——— !!!

★ ——— اس کے بعد مولوی محمد جعفر تھانیسری نے وہابیت کے روز افزوں بڑھتے ہوئے سیلاب بلا کی خبر دی ——— !

★ ——— وہابیت کے اس سیلاب بلا کے ساتھ ہی انگریز کی مرضی کے عین مطابق مسلمانوں کی یکجہتی و یک مذہبی کا جنازہ نکل گیا ——— اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں اسلامی مملکت کا نو سو سالہ سنہری دور تمام ہوا ——— !

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

ے
اشکوں کی زباں ہو گئی خاموش یہ کہکر
اب کوئی کرے عشق کا اظہار کہاں تک

دین فروش علمائے سُو کی کج روی

ایک پروانے کو بھی دادِ جنوں دے نہ سکی
شمع سب کچھ تھی مگر صاحبِ کردار نہ تھی

ہندوستان کے اندر اس پُر آشوب دور میں ضرورت اس بات کی تھی کہ انگریز کے روز افزوں بڑھتے ہوئے خطرے کے سدِ باب کے لیے رہنمایانِ قوم متفق و متحد ہو کر کوئی مؤثر تدبیر اختیار کرتے اس طرح ملک و ملت کی صحیح رہنمائی کرکے غاصب انگریز کے قدم جماتے ہوئے اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ——— اسی کے ساتھ مسلمانوں کی متزلزل حکومت کو سہارا دینے کے لئے مجاہدانہ اقدام کرتے جب کہ انگریزوں کی چیرہ دستیوں کو دیکھ دیکھ کر ملک و ملت کا درد رکھنے والے مسلمان اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے کہ ——— اے رب العالمین! کوئی مجاہد آئے جو مسلمانوں کا بیڑا پار کرائے! لیکن ؎

اب کوئی خوشبو نہ مانگے پھول سب مرجھا گئے
راکھ بھر دی ہے کسی نے زیست کے گلدان میں

چنانچہ اس دور کی بدبختی یہ تھی کہ ——— ہندوستان میں ہر جگہ ملت فروش مولوی برسرِ کار تھے جن کے سرغنہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے غدار تھے! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جن دوستوں سے ہم کو توقع تھی وفا کی
وہ دوست دل سے نقش وفا ہی مٹا گئے

آگے چل کر سکھوں کی آڑ میں ـــــــ "تحریک مجاہدین" ـــــــ کے نام سے ہندوستان میں جو کچھ فساد برپا ہوا اس میں انگریز کے ان دونوں ٹٹوؤں کی حیثیت لازم و ملزوم کی رہی ہے۔ اس فسادی تحریک کے عقلِ کل تو اگرچہ اسمٰعیل دہلوی ہی تھے مگر ظاہری سربراہ سید احمد بریلوی بنے رہے! ـــــــ یہ بھی مہا مکاری تھی جس کی مستند تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

اندر سے اصولوں کی طرح ٹوٹے ہوئے لوگ
بک جائیں تو دیکھو نہ تعجب کی نظر سے

وہابیوں کے کمانڈر انچیف

مولوی اسمٰعیل دہلوی

ابھرا نہ ترا حسن خد و خال ابھی تک
تصویر تری قرض ہے تصویر گروں پر

مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ
کے چھوٹے بیٹے شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ ۱۱۹۳ء میں
پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہندوستان کا سب سے بڑا علمی و مذہبی خاندان
تھا۔ ان کے بزرگوں نے ان کو بہت سمجھایا کہ ـــــ تم کافروں کو کلمہ پڑھا
کر مسلمان بناؤ ـــــ لیکن نذر و نیاز، عرس و اعراس اور فاتحہ
درود کو شرک و بدعت کہہ کر، مسلمانوں کو کافر نہ ٹھہراؤ ـــــ۔
مگر محروم ازلی نے اپنے بزرگوں کی ایک نہ مانی ـــــ الٹا گستاخی
دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ اور بزرگانِ دین کی بے ادبی پر اُتر آئے۔ اگر
یقین نہ آئے تو خود پڑھ لیجئے :۔

اسمٰعیل پر بزرگوں کی ڈانٹ پھٹکار

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ
اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر
رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ـــــ میاں تم
اسمٰعیل کو سمجھا دو کہ "رفع یدین" نہ کرے۔ خواہ
مخواہ فتنہ اٹھے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ـــ
حضرت میں کہہ تو دوں مگر وہ مانے گا نہیں۔ اور
حدیثیں پیش کرے گا۔ اور پھر شاہ عبدالقادر
رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یعقوب کی معرفت
مولوی اسمٰعیل کو کہلوایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو ـــ
ـــــ خوامخواہ فتنہ برپا ہوگا۔ اس پر مولوی

اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال
کیا جائے تو اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔
من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله
اجر مائة شهيد ٥
جب یہ جواب شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
کو پہنچا تو انہوں نے کہا کہ: ——— بابا ہم تو
سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث
کے معنی بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ
سنت کے مقابلہ میں خلاف سنت ہو۔"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے ۔ (۱) ارواح ثلاثہ ——— حکایت ۳۳
امداد الغرباء سہارنپور ۱۳۷ھ (۲) مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان
از حضرت زید ابوالحسن فاروقی۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا یہ بیان مولوی
اسمٰعیل کی عقل و فہم کا مرثیہ ہے۔ ——— ذرا سوچیئے تو سہی کہ شاہ
عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے شفیق چچا تھے ——— استاد تھے
——— محترم بزرگ تھے، وہ اپنے برادر محترم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے اسمٰعیل کی کج فہمی کا دکھڑا روتے ہوئے کہتے ہیں:-
"وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا۔"
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسمٰعیل میں شروع ہی سے اپنے بزرگوں کے
مقابلے میں خود سری بھی تھی۔ اور کٹ حجتی بھی! ٥

"اُس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت
جو نہ دانا ہو، نہ داناؤں کا مانے کہنا"

سر پھرے مولوی اسمٰعیل کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی تھی کہ ——— "رفع یدین چھوڑ دو خوامخواہ فتنہ برپا ہوگا" ——— مولوی اسمٰعیل نے اپنے بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنے کے بجائے ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ——— "تقویت الایمان" ——— جیسی ایمان سوز کتاب لکھ کر مستقل فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیا ——— !!!

تقویت الایمان

"تقویت الایمان" ——— ابن عبدالوہاب نجدی خارجی کی بدنام زمانہ ——— "کتاب التوحید" ——— کا چربہ ہے ——— ! اسمٰعیل دہلوی نے ——— "کتاب التوحید" ——— کو سامنے رکھ کر ہی اپنے باغیانہ عقائد و نظریات کو ترتیب دیا ہے ——— بالکل ابن عبدالوہاب نجدی کی نہج پر ——— ! حتّٰی کہ تقویت الایمان میں زبان و بیان کی یکسانیت سے لے کر عنوانات و مضامین کی ترتیب و تدوین بھی وہی ہے جو کتاب التوحید میں ہے (تفصیلات کے لئے دیکھئے۔ ——— "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان"۔ از حضرت زید ابوالحسن فاروقی)

——— تقویت الایمان ——— میں شروع سے آخر تک بس دو ہی مضامین نظر آتے ہیں :

(۱) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل و توہین !
(۲) کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی قرآنی آیات کو مسلمانوں پر

چسپاں کرکے انہیں بے دریغ کافر و مشرک قرار دینا۔ !

اس طرح تقویۃ الایمان میں تمام صالحین و بزرگان دین سے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کی مقدس ہستیوں اور نورانی شخصیتوں پر کیچڑ اچھالی گئی ہے۔

اس کتاب کی زہر میں بجھی ہوئی زبان وبیان کے نشتر سے اولیاء اللہ کی نورانی شخصیات کو زخمی کیا گیا ہے۔ ۵

ترے سلیقۂ ترتیب نو کا کیا کہنا
ہمیں تھے خرابۂ دل سے نکالنے کے لئے

(تفصیلات کے لئے دیکھئے ___ (نورونار ڈاکٹر محمد مسعود احمد پی ایچ ڈی)

اسمٰعیل پر بزرگوں کا عتاب

غرضکہ صاحبزادے کی اس بے راہ روی اور خاندان سے بغاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں محترم چچا ناراض ہو گئے ______ بالآخر شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے کی بے باکیوں سے تنگ آکر اس گستاخ کو اپنی مجلس مبارک سے نکال باہر کیا (حوالہ کے لئے دیکھئے : نوادر النوادر ___ از مولوی اشرف علی تھانوی)

پس ثابت ہوا کہ صاحبزادے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اٹھان اچھا نہ تھا ______ شروع ہی سے منہ پھٹ، دریدہ دہن اور گستاخ واقع ہوئے تھے ______ اسی لئے اپنے بزرگوں سے دھتکارے گئے۔ ۵

اب جدھر جائے مسافر یہ شعور اس کا ہے
راستے ایک سے ہیں شہرت و رسوائی کے

مولوی اسمٰعیل کے تایا زاد بھائی شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے بیزاری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :۔

"بڑے عم بزرگوار (یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کہ بینائی سے معذور ہوگئے تھے اس کتاب (تقویت الایمان) کو سُنا تو یہ فرمایا ——— اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو "——— تحفہ اثنا عشریہ" ——— کا سا جواب اس رد بھی لکھتا۔"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے :۔ انوار آفتاب صداقت از قاضی فضل احمد لدھیانوی مطبوعہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء کریمی پریس لاہور)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا خاندان ولی اللہی اس کتاب سے بیزار تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا مخصوص اللہ صاحب نے "تقویت الایمان" کے رد میں ——— "معید الایمان" ——— لکھی۔ اسی طرح ان کے دوسرے بھائی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب نے بھی ——— حجۃ العمل فی اثبات الحیل" ——— کے نام سے تقویت الایمان کا رد لکھا

شاہ ولی اللہ کے گھر کے اندر تو اس کتاب کے خلاف یہ معرکہ ہُوا ——— اور گھر سے باہر اس فتنہ کے خلاف علمائے وقت نے متحدہ محاذ بنالیا ——— علمائے خیر آباد، علمائے بریلی، علمائے فرنگی محل اور علمائے دہلی نے اس کا بھرپور رد کیا (کہ یہی اس دور میں علم دین کے نورانی مراکز تھے۔ اس وقت تک تو دارالعلوم دیوبند نے جنم بھی نہ لیا تھا)

چنانچہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے جب "تقویت الایمان" کے رد میں

ہی ناقابل تردید شہرہ آفاق کتاب ـــــــــ "تحقیق الفتویٰ فی
ابطال الطغویٰ" ۱۸۲۵ء ۔ لکھی تو شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
تیرہ نامی گرامی شاگردوں نے اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی !
تفصیلات کے لئے دیکھئے "مولانا اسمٰعیل اور تقویت الایمان" از
حضرت زید ابوالحسن فاروقی)

اسمٰعیل کیخلاف علمائے ہند کا متحدہ محاذ

"اسمٰعیلی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے ماہ
ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کو اس دور کے جلیل القدر
علماء جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے اور بحث و مباحثہ
سے مولوی اسمٰعیل اور ان کے ہمنوا مولوی عبدالحئی
کا گھیراؤ کیا آخر اپنے علمی شکنجہ میں کس کر ان کو عاجز کر دیا
اور تمام علماء نے باتفاق تقویت الایمان کو رد کر
دیا۔ اس مجلس میں تو یہ علمائے وقت کے سامنے یہ ہر
دو نوجوان مولوی کچھ نہ بول سکے بس ہر سوال کے جواب
میں ـــــــــ ہاں جی ! ہاں جی ! ـــــ کہتے رہے
تفصیلات کے لئے دیکھئے: تحقیق الحقیقہ ص۲۵ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ +
انوار آفتاب صداقت)

مگر جامع مسجد سے باہر نکل کر مولوی اسمٰعیل نے پھر وہی بیہودہ وعظ
شروع کر دیا ـــــــ چنانچہ عوام اہلسنت کے خلاف شرک و بدعت کے
گولے داغنے لگے ـــــــ بزرگان کی عقیدت و محبت کا مذاق

اڑانے لگے ـــــــــــ اولیاء و انبیاء کی عظمت کے نورانی مینار گرا
لگے ـــــــــــ اور اس حد تک اترانے لگے کہ بذاتِ خود "فاسق و
غیرت" ـــــــ کہلانے پر فخر فرمانے لگے ـــــــ چنانچہ برملا کہتے تھے کہ
"چاہیے فاسق دیے غیرت ـــــ کہیں یا ـــــ
ـــــ وہابی بے ملت" ـــــ اپنے حق میں صیقل
نہ نگار ہے۔"

(قول مولوی اسمٰعیل بلفظہٖ از تقویت الایمان)

آج تک کسی بڑے سے بڑے گناہگار نے فاسق و فاجر کہلانے پر فخر نہ
کیا۔ لیکن اس نامراد نے کس ڈھٹائی سے اپنی بے توفیقی اور ازلی محرومی کا ثبوت
دیا ـــــــ جبھی تو حضرت شاہ صاحب مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا
کرتے تھے :-

"ہمارے خاندان سے دو شخص (مولوی اسمٰعیل اور
مولوی عبدالحئی) ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز
اور فرق نیتوں کا اور حیثیتوں کا اعتقادوں اور نسبتوں
کا نہ رہا ـــــــ اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی سے
سب کچھ چھن گیا تھا ـــــــ مانند قول مشہور
کے ـــــــ " گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"
چنانچہ ایسے ہی ہو گئے۔ ـــــــ ! (ایضاً)

جی ہاں ! واقعی ایسے ہی ہو گئے۔ جبھی تو عظمت اولیاء اور ناموسِ انبیاء
پہ بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے ـــــــ اس سلسلے میں جس قدر انہیں روکا
ٹوکا جاتا اسی قدر بگڑتے بپھرتے اور دڑاتے ـــــــ سچ ہے۔ ؎

"بے ادب محروم گشت از فضلِ رب"

ایک سوال کا جواب الجواب

آج کی عام روش یہ ہے کہ جب کہیں "تقویت الایمان" پر اعتراض کی بات ہوتی ہے تو جواب میں "وہابی دانشور" کہتے ہیں کہ ــــــ "جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت ہندوستان بالخصوص دہلی میں شرک و بدعت کا بڑا شور تھا لوگ اپنی جہالت سے نبیوں ولیوں کو بڑھا چڑھا کر خدا بنا رہے تھے۔ ان کی اصلاح کے لئے مصنف اس انداز پر کتاب لکھنے کے لئے مجبور تھا !"

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ــــــ اگر اس وقت کے مسلمان ایسے ہی گمراہ تھے کہ نبیوں ولیوں کو خدا بنا رہے تھے ــــــ تو اس جرم کی سزا کے طور پر ان مجرموں اور گمراہوں کی گردن مارنی چاہیئے تھی نہ کہ الٹا ولیوں اور نبیوں کی گردن پر گستاخی و بیباکی کا چھرا چلا ڈالا ــــــ بھلا یہ کہاں کا انصاف تھا کہ مولوی اسمٰعیل نے گمراہ مسلمانوں کے بجائے اولیاء و انبیاء کی حرمتوں کا قتلِ عام کیا! ــــــ ذرا سوچیئے تو سہی، بھلا یہ بھی کوئی اصلاح کا طریقہ ہے ــــــ! اس طرح بے ادبی و گمراہی کا دروازہ تو کھلتا ہے، ــــــ راہِ راست کا پتہ نہیں چلتا ــــــ ! ۵

بس اک قدم اٹھا تھا غلط راہِ شوق میں
منزل تمام عمر ہمیں ڈھونڈتی رہی

شکستِ ساز

جہانِ آرزو آوازہی آواز ہوتا ہے
بڑی مشکل سے احساسِ شکستِ ساز ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی نے ——— "تقویت الایمان" ——— میں جو کچھ لکھا وہ سب کچھ جان بوجھ کر لکھا ——— چنانچہ اپنی ——— اس باغیانہ ذہنیت اور گستاخانہ شدت کا مولوی موصوف کو خود بھی احساس تھا ——— مگر توفیق الٰہی سے محروم ہونے کے سبب اپنی اصلاح نہ کر سکا۔ ——— اس لئے تقویت الایمان کی سختی اور درشتگی کے سلسلے میں ——— عذرِ گناہ بدتر از گناہ ——— کے طور پر یہ یہ بات بنائی۔

"اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے ...... گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائے گا ———"!

(ارواح ثلاثہ کی حکایت ۵۹)

"اب آپ کس لئے اتنے ملول ہوتے ہیں
دیا تھا رنج تو کچھ سوچ کر دیا ہوتا"

بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ دین کے نام پر شورش برپا کی جائے اور وہ

خود بخود ٹھیک ہو جائے ؟ ــــــــــ اسلاف کے نورانی عقائد پر کیچڑ
اچھالی جائے اور عقیدت مندچپ سادھ جائیں ؟؟
ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ! ــــــــــ اور ایسا واقعی نہیں ہوا ــــ!!!
اس کتاب سے شورش برپا ہوئی اور خوب ہوئی اور یہ سلسلہ ــــــــــ
تقویت الایمان ــــــــ کی نشرواشاعت کے ساتھ ساتھ آج بھی جاری
وساری ہے اور یہ فریضۂ مجت نشرواشاعت کے وہابی دیوبندی اور اشرفی
ادارے بخیروخوبی انجام دے رہے ہیں۔

ہر چند کہ کتاب کا لکھنے والا نہ رہا ــــــــ کتاب لکھوانے والے بھی
جل چکے ــــــ مگر انگریزی سازش کے تحت، دین و ایمان سے محروم
سرزمین نجد سے لاکر ــــــــــ کتاب التوحید ــــــ کی جو زہر یلی قلم،
سرزمین ہند میں "تقویت الایمان" کے نام سے لگائی گئی تھی وہ
آج بھی ــــــ "وہابیت" ــــــ کے کڑوے کسیلے پھل لا رہی ہے۔ اور
ایمان و آگہی کے شیریں چشمے میں بے ادبی کا زہر ملا رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں گستاخی و بیباکی کی جو رسم بھی چلی اسی
کتاب سے چلی ــــــــــ اسلام میں باغیانہ ذہنیت کی داغ بیل اسی کتاب
سے پڑی ــــــــــ مشاہیر اسلام کے خلاف نفرت کی تحریکیں اس کتاب
سے اٹھیں ــــــــ اس طرح تاریخ عقائد میں یہ کتاب بس کی گانٹھ اور فساد
کی جڑ ثابت ہوئی ــــــــــ!

لندن مشن کی کامیابی
بہ معاونتِ وہابی

انگریز نے "تقویت الایمان" کی بڑھتی چڑھتی فتنہ گری دیکھ کر ہی اس کی نشر و اشاعت اور تقسیم و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ یہ تاریخی حیثیت ثابت ہو چکی ہے کہ :-

"انگریزوں نے کتاب تقویت الایمان بلغیر قیمت تقسیم کی"۔

(العلامہ فضل حق خیر آبادی از ڈاکٹر قمر النساء عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

انگریز اسے بغیر قیمت تقسیم کیوں نہ کرتا کہ ملتِ اسلامیہ میں انتشار و خلفشار پھیلانا ہی انگریزی مشن کا مقصدِ عین تھا جس کا ثبوت اس رپورٹ سے بھی ملتا ہے جو ۱۸۶۹ء میں وائٹ ہاؤس (لندن) کی منعقدہ کانفرنس میں ہندوستان میں متعین انگریز پادریوں نے پیش کی تھی چنانچہ انہوں نے لکھا تھا :-

"ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں ــــــ وہ مرحلہ اور تھا ــــــ اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی ــــــ لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپے چپے

پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بحال ہو
گیا ہے۔ تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے
پر عمل کرنا چاہیئے جو یہاں کے باشندوں کے
داخلی انتشار ـــــ کا باعث ہو"

(بیس بڑے مسلمان۔ مقدمہ خالد محمود۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء صٹ)

۵ افکار سے ہشیار کہ یہ وقت کی موجیں
پیغام بدل دیتی ہیں خود لہجہ بدل کر

چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کے ـــــ داخلی انتشار ـــــ کے لئے وہ منصوبہ ـــــ تقویۃ الایمان ـــــ کی صورت میں بنا بنایا موجود تھا۔ جس کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ (مولوی اسمٰعیل کے حقیقی تایازاد بھائی) نے فرمایا:۔

"جس رسالے سے اور جس کے بنانے والے
سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف
انبیاء و اولیاء کے ہو، وہ گمراہ کرنے والا ہوگا۔ یا
ہدایت کرنے والا ہوگا ـــــ؟ میرے
نزدیک اس رسالہ (تقویۃ الایمان) کا اعمال نامہ
برائی اور بگاڑ کا ہے اور اس کا بنانے والا ـــــ
ـــــ "فتنہ گر" ـــــ مفسد ـــــ نماوی
اور مغوی ہے۔"

(مخصوص اللہ۔ تحقیق الحقیقۃ بحوالہ مذکورہ ص۱۰۲)

چنانچہ اس "مفسد" اور "فتنہ گر" ـــــ اسمٰعیل دہلوی کو اپنی فسادی

پالیسی کے عین مطابق پاکر انگریز نے اپنا ایجنٹ بنالیا اور پھر اس گستاخِ رسول سے خوب کام لیا۔ ــــــ "لڑاؤ اور حکومت کرو" ــــــ کا فارمولا اس سرپھرے پر آزمایا ــــــ اس طرح مسلمانوں میں نہ ختم ہونے والے انتشار و خلفشار کی آگ کو بھڑکایا۔

لندن مشن کا دوسرا مرحلہ لندن مشن کے دوسرے مرحلے کا "ہیرو" بھی انگریز نے اسی محروم ازلی کو بنایا ــــــ اور وہ اس طرح کہ اس غدار کے ذریعہ ہندوستان بھر کے سارے لڑاکو مسلمانوں کا ایک لشکرِ جرار تیار کرایا جو پنجاب کی سب سے بڑی طاقت ــــــ "سکھوں" سے بھی لڑے ــــــ اور سرحد کے جنگ جو "پٹھانوں" سے بھی بھڑے اور آخر دونوں سے لڑتے بھڑتے ہوئے خود بھی ختم ہو جائے ــــــ اس طرح ہر لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آئے ــــــ لندن مشن پورا ہو جائے ــــــ مگر انگریز کا کچھ نہ جائے ــــــ یعنی لوہے سے لوہا کاٹا جائے ــــــ اس طرح ہندوستانی قوتوں کا خاتمہ بالخیر ہو جائے ــــــ اور انگریز ہندوستان میں بیٹھا چین کی بانسری بجائے! شاطر بازی گر نے اپنے مشن کو انتہائی کامیاب بنانے کے لئے تقدس و پارسائی کا لبادہ اوڑھا کر اپنے ایک گرگے کو اسمٰعیل کے ساتھ آگے بڑھایا ــــــ انگریز کا وہ "وفادار مہرہ" تھا ــــــ سید احمد رائے بریلوی"!

یہ حضرت وہ تھے جو پہلے ہی سے اپنی شاندار غدارانہ خدمات کے سبب ایسٹ انڈیا کمپنی کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے ــــــ اب اور زیادہ وسیع پیمانے پر ملک وملت کے مفادات کا سودا کر کے انگریز کے

وفادار ایجنٹ بن گئے۔

"سر جھکائے ہوئے خاموش ہوں یوسف کی طرح
زندگی بیچ رہی ہے سر بازار مجھے"

حضرت جی کی شہرہ آفاق غداری کی داستان ملت فروش پڑھنے کے لئے آیئے تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں۔

وہابیوں کے پیر و مرشد

سیّد احمد رائے بریلوی

بڑے نیک طنیت، بڑے پاک دامن
ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

سید احمد ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء میں " مالوہ " کے نواب امیر خاں پنڈاری کی فوج میں سوار کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔ بہت جلد اپنی خدمات کے صلہ میں نواب کے باڈی گارڈ کے دستے کے افسر اعلیٰ بنا دیئے گئے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ نواب کا اعتماد اس حد تک حاصل کر لیا کہ نواب کے مشیر خاص مقرر ہوئے۔ انتہا یہ کہ نواب کوئی کام سید احمد کے مشورے کے بغیر نہیں کیا کرتا تھا۔

امیر خاں اس قدر بہادر اور جنگجو تھا کہ اس کے تابڑ توڑ حملوں سے جے پور، جودھپور اور دوسری ہندو ریاستوں پر ہیبت طاری تھی۔ دوسری طرف انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریز نے اپنی روایتی عیاری سے کام لیتے ہوئے سازش کا جال پھیلایا۔ چنانچہ نواب کے معتمد خاص سید احمد سے ساز باز کر کے امیر خاں کو پھانسنے کی ترکیب نکالی۔ اس میں انگریز کو زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ سید احمد تو بنے ہی غداری کے لئے تھے۔ چنانچہ انگریز کا آلہ کار بنکر اپنے آقا کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی خوش اسلوبی سے اس ببھرے شیر کو برطانوی جال میں پھنسوا دیا۔ (تفصیل حوالہ کے لئے دیکھئے: حیات طیبہ ص۵۱۳)

سید احمد کی داستان غداری انکے مداح مرزا حیرت کی زبانی

۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۵ء تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے مگر ایک کام نام آوری کا یہ کیا کہ انگریز اور والی امیر خاں کی صلح کرادی۔ سید احمد صاحب

نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا۔ لارڈ
ہیسٹنگز، سید احمد کی بے نظیر کارگذاری سے بہت
خوش تھا۔ ...... کیوں کہ امیر خاں نے ریاستوں
اور ان کے ساتھ انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر
دیا تھا۔ ...... سید صاحب نے اس حکمت سے
بپھرے ہوئے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا۔"

(حیات طیبہ ص۴۲۱)

سنا آپ نے ؟ ــــــ سید احمد صاحب امیر خاں ایسے انگریز کے دشمن کو اپنی حکمت عملی سے انگریزی شکنجہ میں جکڑ دیا ــــــ بلت فروشی کا کیسا شان دار کارنامہ انجام دیا! ــــــ اسی لئے تو انگریز سرکار ان کی اس کارگذاری سے بہت خوش تھی اور کیوں نہ خوش ہوتی کہ ایسے ہی پٹھووں کی بدولت انگریزی عفریت ہندوستان کے جسم لاغر میں اپنے زہریلے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

غور کا مقام ہے کہ سید احمد کے دل میں آزادیٔ وطن کی اگر ذرا سی بھی تڑپ ہوتی اور دین اسلام سے ذرا سی بھی محبت ہوتی تو وہ امیر خاں کو انگریز کی غلامی پر رضا مند کرنے کے بجائے اسے انگریز کے خلاف جہاد میں اور زیادہ تیزی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ــــــ امیر خاں کے پاس پچیس۲۵ تیس۳۰ ہزار لڑاکو مسلمانوں کا لشکر جرار موجود تھا۔ سید احمد اس میں مزید اضافے کی کوشش کرتا اور وطن عزیز سے انگریز کو نکلوا کر دم لیتا ــــــ لیکن

اس نے اپنی عاقبت تباہ کرنے کے لئے غاصب ـــــــ انگریز کا آلۂ کار بننا پسند کیا اور ناموس اسلام کا کچھ پاس نہ کیا بلکہ ناموس اسلام کو ملیا میٹ کرنے ہی کے لئے انگریز کا آلۂ کار بننا پسند کیا کیوں کہ وہابیت کا تار ورہ انگریزیت سے ملتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز کی حمایت کے ساتھ ساتھ سید احمد غدار نے وہابیت کا پرچار بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ

"اس متعدی اور زبانی پند و نصائح کا عملی
شرعی معاشرت کے ساتھ یہ اثر ہوا کہ امیر خان
معہ اپنے کل بھائی بندوں اور اولاد کے سچا "محمدی"
(یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی کا پیرو کار) بن گیا۔"
(حیات طیبہ ص۱۲۵)

اس طرح "ملک و ملت" کا "قرض" ـــــــ اور "دین و مذہب" کا "سودا" ساتھ ساتھ چکا دیا ـــــــ اور زبانِ حال سے نعرہ لگایا

انگریز بہادر زندہ باد، وہابی مذہب پائندہ آباد ـــــــ!!

چنانچہ سیدھے سیتھے سنّی مجاہدین کا ایمان بگاڑنے کے بعد سید احمد نے بکمال چالاکی ان کے "جذبۂ جہاد" کو بھی کچل کر رکھدیا اور اس طرح انہیں ہمیشہ کے لئے انگریز کی غلامی کے شکنجے میں کس دیا۔ ـــــــ ملک و ملت کے بہی خواہ بتائیں، کیا آزادی کے علمبردار مجاہدوں کا یہی کردار ہوتا ہے؟ ـــــــ؟ ـــــــ؟

کیا ملک و ملت کی عظمت کا اسی طرح دفاع کیا جاتا ہے ـــــــ؟

کیا دینی غیرت و حمیّت کا اسی طرح جنازہ نکالا جاتا ہے؟؟؟

اے روح غلام رسول تو ہی جواب دے ـــــ!

وہابی بے ایمان
اور
برٹش پلان

لوگ جو خاکِ وطن بیچ کے کھا جاتے ہیں
اپنے ہی قتل کا کرتے ہیں تماشا کیسے

برٹش پلان کے عین مطابق انگریز اور غدّارانِ ملک وملت کے باہمی مشورے سے اب یہ طے پایا کہ (۱) ——— فی الفور سکھوں کے خلاف جہاد کا ڈھونگ رچایا جائے۔ (۲) ——— پنجابی مسلمانوں پر سکھا شاہی کے مظالم کا ڈھنڈورا پیٹ کر ہندوستان بھر سے مسلم رضا کار بھرتی کرنے کا چکر چلایا جائے۔ (۳) ——— جہاد کے اخراجات کا جھانسہ دے کر مسلمانوں سے چندہ بٹورا جائے (۴) اور جب یہ سب کچھ ہو جائے تو صوبہ سرحد پہنچکر پہلے تو پٹھانوں کو سکھوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دے کر ان کی مدد حاصل کی جائے (۵) ——— اس کے بعد پٹھانوں سے سید احمد کی اطاعت وامامت تسلیم کرائی جائے۔ اگر وہ سید احمد کو "امیرِ مطلق" اور "امامِ برحق" مان لیں تو ٹھیک ہے ——— ورنہ بصورتِ دیگر بزورِ شمشیر انہیں زیر کیا جائے۔ (۶) ——— اس طرح سکھوں اور پٹھانوں سے لڑبھڑ کر ان کے کچھ علاقے چھین لئے جائیں اور ان میں اپنی ایک ——— "ریاست وہابیہ" ——— قائم کی جائے جو عرب کی سعودی سلطنت کی طرح انگریز کے زیرِ سایہ دائم قائم رہے ——— !!!

صاف ظاہر ہے کہ اس منصوبے میں انگریز کی چاندی ہی چاندی تھی! ——— اور وہ اس طرح کہ:-

(۱) اگر ہندوستان میں ——— "وہابی سٹیٹ" ——— قائم ہو جاتی ہے تو عرب کی ——— "وہابی سلطنت" ——— کی طرح انگریز سرکار کی معاون ہو کر برٹش اقتدار کو مضبوط و مستحکم اور وسیع کر سکے گی۔

(۲) اسمٰعیلی لشکر کی یورش سے ہندوستان کی مارشل للیشن (جنگجو سکھ قوم) ختم یا کمزور ہو کر بآسانی انگریز کے زیرِ نگیں آسکے گی۔

(۳) سرحدی پٹھانوں کے خودسر آزاد قبائل جو کبھی کسی کے زیرِ نگیں نہ رہے وہ اس قدر کمزور ہو جائیں گے کہ انہیں کبھی انگریزی اقتدار کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی

(۴) بفرض محال اگر یہ سب کچھ نہ ہو سکے تو از کم ہندوستان بھر کے سارے مسلمانوں کی فوجی طاقت کو سرحد میں جمع ہو کر کٹ مرنے کا سنہرہ موقع تو مل ہی جائے گا ——— خس کم جہاں پاک ——— ! غرضکہ اس منصوبے کی کامیابی کے بعد ہندوستان میں انگریز کا کوئی حریف زندہ باقی نہ رہ سکے گا۔ پھر کوئی آزادی کا راگ نہ الاپ سکے گا۔

انگریز کے لئے اس سے بڑھکر بھلا خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی کہ ——— سارے ہندوستان کی عسکری روح نکل جائے اس طرح اس کا کہیں کوئی مدمقابل ہی نہ رہے۔ پھر تو بڑی آسانی سے انگریزی عفریت ہندوستان کو سالم نگل جانے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔

آغازِ سفر ــــ برائے ــــ سقر

انگریز نے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے اپنے ان دونوں ایجنٹوں کو ــــ "سید احمد بریلوی" اور "اسمٰعیل دہلوی" ــــ کو خاص انگریزی پالیسی کے تحت عرب کا چکر لگوایا۔ ــــ

اس زمانے میں سفر حج کے لئے ــــ سورت اور بمبئی ــــ مروجہ ساحل تھے۔ مگر "انگریزی گرگوں" کا آغازِ سفر سورت یا بمبئی سے نہیں ہوا بلکہ یہ دونوں "بن مانس" ــــ الٹے "بانس بریلی" گئے۔ یعنی پہلے اچھلتے کودتے "کلکتہ" ــــ پہنچے۔ کیوں کہ کلکتہ اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہیڈکوارٹر تھا۔ وہاں کمپنی کے افسروں سے رازدارانہ ملاقاتیں ہوئیں۔ دعوتیں ہوئیں، ضروری ہدایتیں دی گئیں ــــ یہ تمام امور طے پانے کے بعد ــــ ــــ جہاز پر لدوائے گئے ــــ اس طرح ان کا یہ سفر طویل ہوگیا مگر دیگر حجاج کے برخلاف کلکتہ ہی سے شروع ہوا۔

ہندی خیانت اور نجدی نجاست | سوچنے والوں کے لئے مقام غور و فکر ہے کہ وہ کیا مقاصد تھے جن کی بجا آوری کے لئے یہ پاپڑ بیلے گئے؟ ــــ تو سنیئے! ــــ اس سفر سے انگریز کا مقصد ان دونوں ــــ ہندی گوریلوں ــــ کو ــــ شریر نجدیوں ــــ سے ملت اسلامیہ کے خلاف لشکر کشی کی "ٹریننگ" ــــ

دلانا تھا۔ چنانچہ انگریز کے پٹھو نجدیوں نے ان " ناریوں" کو اپنے آزمائے ہوئے حربے سکھائے اور مذہب کی آڑ لے کر حکومت حاصل کرنے کے گُر ان گرگوں کو سکھائے ــــــ "نجدی درندے" انگریز کی معاونت سے "عثمانی خلافت" کے خلاف بغاوت میں کامیاب ہو چکے تھے ــــــ غداری اور بغاوت کا "ریفریشر کورس" کرانے کے لئے ان نجدیوں سے بہتر استاد بھلا اور کہاں مل سکتے تھے۔ چنانچہ انگریزی منصوبے کے مطابق جب یہ سازشی مکہ معظمہ پہنچے تو انگریز کے ساز باز نجدی سازندے پہلے ہی انگریزی بینڈ باجا لئے ان درباری میراثیوں کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔ چنانچہ آگے کی رپورٹ خود ان کے اپنے مداح مرزا حیرت سے سنیئے :۔

" نجدی لوگ آ آ کر ملتے تھے اور اپنی ملاقاتیوں کا ترکوں کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے"

(حیات طیبہ مطبع فاروقی دھلی)

ان ملاقاتوں کی تفصیل بتاتے ہوئے ان غداروں کے ولی نعمت ــــــ پادری ہیوجیز لکھتا ہے :۔

" ابن عبد الوہاب کے جانشینوں نے وہابیت کے اصول سید احمد صاحب کو تعلیم کئے اور انھیں خوب سمجھا دیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد ہی کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک کے ملک ہاتھ لگتے ہیں"

(ڈکشنری آف اسلام)

گویا مذہبی جوش و خروش کا استحصال کر کے ملکوں پر غاصبانہ قبضہ جمانے کے گُر نجدی گر دنے اُن گرگوں کو یہاں سکھائے۔ ان گوریلوں کے

دین و ایمان کا دیوالیہ پن دیکھیں کہ اس خباثت کے لئے حج جیسی پاکیزہ عبادت کو آڑ بنایا ——— سید احمد اور اسمٰعیل جیسے ذلیل ایجنٹوں سے ایسی ہی امید ہوسکتی تھی۔ ورنہ سوچنے کی بات ہے کہ حج کو تو سبھی جاتے ہیں مگر کسی حاجی کو نجدیوں لئے ملک گیر اصول نہیں سکھائے ——— اور ملک کے ملک ہاتھ لگنے کے گُر نہ بتائے! تمام حاجیوں سے قطع نظر آخر یہ اہتمام خاص ان "پاجیوں" ہی کے لئے کیوں کیا گیا ——— ؟ انگریزوں کے آلۂ کار ——— نجدیوں کی نظر انتخاب آخر ان خانہ خراب ہندیوں ہی پر کیوں پڑی ——— ماننا پڑے گا یہ انگریزی سازش کا ثمرہ، اور نجدیوں سے ملی بھگت کا نتیجہ تھا ——— عرب سے ترکی خلافت کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے مغل اقتدار کو نیست و نابود کرنے کے لئے انگریز کا یہ عظیم شازسی منصوبہ تھا جس کو بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہنایا جا رہا تھا ——— دراصل یہ برٹش حکومت کا ماسٹر پلان تھا ———

عامۃ المسلمین سے بغاوت
یعنی
حرم کعبہ میں الگ جماعت

ان ہندی گرگوں نے نجدی تعلیمات پر فوری عمل تو یہ کیا کہ حرم کعبہ میں اپنی جماعت الگ کرنے لگے اس طرح ان باغیوں نے حرم پاک میں جماعت مسلمین سے رشتہ توڑا اور وہابیت وخارجیت سے رشتہ جوڑا۔ اس وقت تک حرم پاک میں اہلسنت کے چاروں مصلے بحال تھے۔ مگر ان غداروں نے مسلمانوں کے چاروں مسلکوں میں سے کسی ایک کی تقلید گوارہ نہ کی بلکہ حرم پاک میں انتشار وخلفشار پھیلانے کے لئے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی چنانچہ :-

> "مشورے سے طے پایا کہ جب تک لوگ حرم میں تراویح پڑھیں گے آپ یہاں لوگوں کا قرآن سنیں شور بند ہونے کے بعد مطاف میں اپنی جماعت علیحدہ کی جائے۔"

(سیرت سید احمد ص ۲۶۶، سید احمد شہید ص ۲۲۲)

بھلا یہ کس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنی جماعت علیحدہ کر کے حرم پاک میں ایک نیا فتنہ کھڑا کریں؟ ——— سینکڑوں سال سے

مقررہ مصلّوں میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کریں ـــــــ بلکہ علیٰحدہ جماعت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں انتشار و خلفشار کا دروازہ کھولیں اور اسلام امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیریں ـــــــ! مگر کیا کرتے یہاں بھی یہ بیچارے نفس کے مارے انگریزی سیاست کی خباثت سے مجبور تھے چنانچہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے منصوبے پر یہ "ٹکڑ گدھے" عمل کر رہے تھے ورنہ جہانتک نماز باجماعت کا تعلق ہے تو یہ سب کو معلوم ہے کہ "جماعت اولیٰ" کو ترک کرنا بڑے ثواب سے محروم ہوتا ہے اور پھر جان بوجھ کر ترک کرنا تو بدرجۂ اولیٰ گناہ ہے مگر گناہ کی کسے پرواہ ـــــــ!

ان "گرو گھنٹالوں" نے تو اپنے وہابیانہ عقائد کے تحت انگریزی پالسی کی بجاآوری کے لئے یہی شیطانی راستہ اختیار کیا کیونکہ اس وقت تک حجاز مقدس پر ترکی خلفاء کی حکومت قائم تھی جو عقیدۃً ـــــــ "سنی حنفی" تھے مگر یہ باغی ٹھہرے کٹر وہابی ـــــــ! اور اس پر طرہ یہ کہ انگریز کے پالتو ـــــــ کریلا اور نیم چڑھا ـــــــ چنانچہ اور بھی کڑوے کسیلے ہو گئے ـــــــ پھر بھلا حرم پاک میں خوش عقیدہ امام اہلسنت کی اقتدا کیسے قبول کر لیتے اور وہ امام حرم تھا بھی ترکی خلافت کا نمائندہ ـــــــ! اور ترکی خلافت انگریزوں کی آنکھ میں کانٹا بنکر کھٹک رہی تھی ـــــــ مگر اس وقت تک تو سارے ممالک اسلامیہ پر ـــــــ "سنی العقیدہ ترکوں" ہی کا کنٹرول تھا ـــــــ پھر بھلا یہ انگریزی ٹٹو ـــــــ امام حرم کی پیروی کیسے کرتے؟ ـــــــ اسی طرح انگریز خر کاروں کی نمک حلالی میں فرق نہ آجاتا ـــــــ کیونکہ یہ تو تھے ہی سرے سے اسلامی حکومت کے باغی! ـــــــ بڑے "غیر مقلد وہابی" ـــــــ! چنانچہ بڑی ڈھٹائی سے کہا کرتے تھے :-

چاروں فقہا کے مذہب میں سے کوئی مذہب
مجھے پسند نہیں ـــــــ مشہور طریق اولیاء اللہ
میں کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں،، ۱؎ ـــــــ

(حیات سید احمد شہید ص ۱۵۳-۵۴)

ے ” میرا مسلک بھی نیا راہِ طریقت بھی نئی
میرے قانون نئے میری شریعت بھی نئی،،

چونکہ ”مشہور طریق اولیاء اللہ،، ــــ میں سے ــــ ”کوئی طریقہ ــــ،،
انگریز سرکار کی خوشامد و غلامی کا درس نہیں دیتا تھا لہٰذا ! اولیاء اللہ کا کوئی طریقہ سید صاحب کے موافق کیسے ہوسکتا تھا ــــــ یہاں تو خمیر میں نری غداری اور بغاوت کی کیچڑ بھری ہوئی تھی جس کی کوئی گنجائش چاروں فقہا میں سے کسی کے مسلک میں نہیں تھی تو پھر بھلا سید صاحب ان میں سے کسی کی تقلید کیسے کرتے ــــــــ ؟

خلاصۂ کلام یہ کہ مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے عرب میں جہاں ــــ ”وحشی بدویوں،، ــــ کو اپنا آلۂ کار بنایا، وہاں ہندوستان میں ان کے ہم مسلک ــــ ”وہابی گماشتوں،، ــــ کے ذریعہ تخریب کاری کا چکر چلایا تاکہ ایمان و آگہی کے ساتھ ساتھ قومی غیرت و حمیت کا بھی جنازہ نکل جائے ــــ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے ے

” یارب متاعِ دیں کو کہاں تک کوئی بچائے
ملتے ہیں روز دشمن ایمان نئے نئے،،

۱؎ : آج اگر ــــ ”عوام اہلسنت،، ــــ ان سعودی عرب سے آئے ہوئے ــــ

سکھوں کے خلاف جہاد کا جھانسہ

سرحدی مسلمانوں کو جال میں پھانسا

نجس نجدیوں سے وہابیت کی ٹیڑھی ٹریننگ حاصل کر کے جب یہ شریر ہندوستان واپس آئے تو انگریز کے مجوزہ منصوبے کے مطابق ان غداروں نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ بڑی مکاری سے گلی گلی کوچے کوچے پھر کر سکھوں کے ظلم و ستم کا رونا رویا۔ ؎

"فریب پہلے بھی کھا چکا ہوں مگر یہ آنکھیں اور انمیں آنسو
نہ جانے کیوں دل یہ چاہتا ہے کہ آج پھر اعتبار کر لوں"

"غیر مقلد خارجی وہابی اماموں" کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے تو یہاں سارے کے سارے "غیر مقلد وہابی" اہلسنت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں ــــ حکومت سے فریاد کرتے ہیں! ــــ اتحاد بین المسلمین کی دہائی دیتے ہیں غرضکہ ہر طرح کے الٹے سیدھے الزامات لگاتے ہیں اور اہلسنت ہی کو مجرم گردانتے ہیں! ــــ ہاں واقعی مجرم ہیں بڑا جرم یہ ہے کہ ــــ اہلسنت، وہابیت کے ڈھول کے پول سے واقف ہیں! ــــ انگریز خرکاروں کے ٹکڑ گدھوں کو پہچانتے ہیں! ــــ اہلسنت کے قاتلوں کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکاتے؟ ــــ خونِ مسلم سے ہولی کھیلنے والوں کے رنگ میں نہیں رنگ جاتے؟ ؎

"اے روشنئ طبع تو بر من بلا شدی"

غرضنکہ :۔ " حج کے بعد پھر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر
اب کے اصل زور ــــــ جہاد و ہجرت ــــــ
پر تھا ــــــ ! "

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۴۲)

مزید یہ کہ :۔ " سید احمد صاحب نے عام طور پر اپنے مریدوں کو
ہر شہر میں یہ اجازت دے دی کہ سکھوں پر جہاد کرنے
کے وعظ ہوں ــــــ اکثر شہروں میں وعظ شروع
ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کے دلوں میں تحریک پھیل
رہی تھی ــــــ اب عام طور پر ظاہر ہونے لگی
اور سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے "

(مرزا حیرت دہلوی ــــــ حیات طیبہ ص۱۴۱)

چنانچہ " سکھا شاہی " کے خلاف سارے مسلمانوں کے دلوں میں ہیجان برپا ہو گیا ــــــ اس طرح مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی اور منچلا نوجوان بھی انگریزی پالیسی کے تراشے ہوئے " اسمٰعیلی جہاد " پر قربان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ افسوس کوئی سمجھانے والا نہ تھا کہ ؎

اڑتے بادل کے تعاقب میں پھرو گے کب تک
درد کی دھوپ میں نکلا نہیں کرتے گھر سے

بہر حال :۔ " وہ دہلی سے آہستہ آہستہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے
ــــــ پٹنہ میں کافی عرصہ قیام رہا ــــــ اور
اس دوران تحریک کو ــــــ " ایک باقاعدہ حکومت "
ــــــ کے نمونے پر " منظم " کیا گیا ہر ضلع میں ایک ایک

"گماشتہ" مقرر کیا تاکہ وہ "مستقل افسروں کے ساتھ
لوگوں سے "ٹیکس" وصول کرنے کا بندوبست کرے
(اسمٰعیل شہید صفحہ ۹۴)

کچھ سنا آپ نے؟ ـــــ مولوی اسمٰعیل کی ایک ـــــ "باقاعدہ حکومت" ـــــ اور وہ بھی ـــــ "برٹش راج" ـــــ کے اندر ـــــ! ـــــ کیسی عجیب بات ہے!!

انگریزی حکومت تو دجل وفریب سے عالم وجود میں آئی تھی اور عیاری و مکاری اور دغا بازی کی بنیادوں پر ہی قائم تھی پھر بھلا اس حکومت در حکومت کے کیا معنی؟

"انگریزی راج" میں تحریک جہاد کو ـــــ "باقاعدہ حکومت" ـــــ کے نمونے پر "منظم" کرنے کا کیا مطلب؟ ـــــ بھلا کسی کمزور سے کمزور مملکت کے اندر بھی ایسی حکومت در حکومت ہوتی ہے اگر نہیں ـــــ تو پھر بھلا ـــــ ہر ضلع میں اسمٰعیل کے اپنے "گماشتوں" کو مقرر کرنیکا کیا جواز؟؟

انگریزی عملداری میں اسمٰعیل کے اپنے ـــــ "مستقل افسروں" ـــــ کے ذریعہ ٹیکس وصول کرنے کے کیا معنی؟؟؟ کوئی نکمی سے نکمی حکومت اس کو برداشت نہیں کرسکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی جابر گورنمنٹ اسے برداشت کرے ـــــ! اس کے جواب میں اگر یہ کہا جائے کہ ـــــ عیار انگریز یہ سب کچھ ـــــ اسلام دوستی ـــــ کی خاطر برداشت کر رہا تھا ـــــ

تو کوئی بڑا احمق ہی اس پر یقین کرسکتا ہے! اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سے انگریز کو "اسلام کی بقا" اور "مسلمانوں کی فلاح" منظور تھی جبھی تو انگریز بہادر اسمٰعیلی جہاد کے لئے اپنی عملداری سے باقاعدہ روپیہ پیسہ اور آدمی سرحد کو پارسل کر رہا تھا ـــــ

تو یہ بات صرف اور صرف غلام رسول مہر اور اس کے چیلے چانٹوں کے بھس بھرے بھیجوں میں سما سکتی ہے ـــــــ ورنہ جس کی عقل فطور سے خالی ہے وہ بڑی آسانی سے اتنی سی بات سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح شاطر انگریز بڑی خوبصورتی سے ـــــــ "اسمٰعیلی ٹیکس" اور جہادی چندوں کے ذریعہ مسلمانوں کے خزانے خالی کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بڑی خوش اسلوبی سے لڑاکر مسلمانوں کو سرحد کے مذبح خانے کی طرف ہانک رہا تھا تاکہ ہندوستان کا میدان صاف ہو جائے جس میں انگریز بہادر آسانی سے گھڑ دوڑ کرے اور پولو کھیل سکے۔

اپنے اس منصوبے کو انگریز بڑی خاموشی سے عملی جامہ پہنا تا رہا ـــــــ ہندوستان لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتا رہا ـــــــ مسلمانوں کا روپیہ پیسہ بھی سرحد کو سرکتا رہا ـــــــ !!

شاطر انگریز نے بڑی ہوشیاری سے اپنے ـــــــ "اسمٰعیلی جہاد" ـــــــ کو کنٹرول کرتے کے لئے مراکز ـــــــ "کلکتہ" صوبہ بنگال ـــــــ اور "پٹنہ" صوبہ بہار ـــــــ میں قائم کرائے ورنہ صوبہ یو۔ پی وغیرہ میں اسمٰعیل کی مزاحمت ہو جاتی کیونکہ مغلیہ سلطنت کے رہے سہے حکام و جاگیر دار اور عام مسلمان اس تحریک کے آڑے آتے۔ اس خدشے کے پیش نظر ـــــــ "تحریک جہاد" ـــــــ کے مراکز انگریز نے اپنی قلمرو میں قائم کرائے تاکہ کام کی پوری پوری نگرانی بھی ہوتی رہے اور کسی قسم کے خطرے کا امکان بھی باقی نہ رہے۔ بقول سید عالم ندوی :-

"اس پوری مدت پٹنہ سازش کا مرکز تھا وہابی مبلغ ہندوستان اور قریب کے ملکوں میں اپنے مشن کی تبلیغ کر رہے تھے"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۳۰)

بہرحال اس طرح انگریزی پالیسی کامیابی سے ہمکنار ہوتی رہی!———
اور مسلمانوں کی طاقت وقوت اتحاد اور یک جہتی خلفشار کا شکار ہوتی رہی۔!!
انگریز نے اپنی پالیسی کے مطابق بڑی رازداری سے کام لیا کہ آخر تک اپنے
منصوبے کے راز کو فاش نہ ہونے دیا اس طرح مغلیہ سلطنت کا اختتام بڑی
خاموشی سے کرتا رہا۔ ؎

ثبوت برق کی غارت گری کا کس سے ملے
کہ آشیاں تھا جہاں اب وہاں دھواں بھی نہیں

لیکن حقائق تو از خود بولتے ہیں اور وہ بھی مخالف کے قلم سے۔چنانچہ:-

"مشہور ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخالفت کا
کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ ——— کلکتہ ——— یا ———
پٹنہ ——— میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور
یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر
آپ کی امداد بھی کی"———!

(مولانا منظور احمد نعمانی ——— الفرقان لکھنؤ ——— شہید نمبر ۱۳۵۵ھ صفحہ ۶)

بھلا انگریز کیوں نہ امداد کرتے؟ ——— اسمٰعیلی جہاد ——— تھا
ہی انگریزی پالیسی کا تراشیدہ!——— اور اسمٰعیل و سید احمد تھے ہی
انگریزوں کے پروردہ!! ——— پھر بھلا وہ کیوں نہ انگریز سے تعاون
کا اظہار کرتے!! ——— اور انگریز کیوں نہ ان کی مدد کرتا ———!!
اس ——— تعاون و مدد ——— کا خاطر خواہ نتیجہ انگریز کی عین مرضی کے مطابق
نکلا چنانچہ:—

"انہوں نے صرف وعظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے

مریدوں کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر ـــــ سرحد ـــــ
تشریف لے گئے ـــــ !"

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۳۲)

ع
غیرت اہل چمن کو کیا ہوا
چھوڑ آئے آشیاں جلتا ہوا

خلاصۂ کلام یہ کہ :۔

پہلے تو سید احمد و اسمٰعیل نے سکھوں کے ظلم و ستم کی دہائی دے کر مسلمانوں کو جہاد کے لئے اکسایا ـــــ !

اس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کی ساری فوجی طاقت کو اپنے ساتھ لے کر سرحد کا رخ کیا ـــــ !

اس طرح انگریز کو اپنی من مانی کرنے کے لیے ہندوستان کا میدان خالی چھوڑ دیا ! ـــــ بھلا یہ کہاں کی دانائی تھی یہ کہاں کی اسلام دوستی اور حب الوطنی تھی ؟ ہے

" اتنا خرام تیز نہ کر اے نسیم صبح
بجھنے کو ہوں چراغ سحر میں ذرا ٹھہر "

"شیخ نجدی" کا تازہ ایڈیشن "شیخ ہندی"

آیا مری زباں پہ یکایک جوان کا نام
کس کس کے ہاتھ سرے گریباں تک آ گئے

ابن عبد الوہاب نجدی کی ـــــ " تحریک وہابیت " ـــــ اور ان دونوں

ہندی مولویوں کی سیاسی اور مذہبی ـــــ "تحریک آزادی" ـــــ میں یکساں مناسبتیں نظر آتی ہیں۔

"شیخ نجدی" نے عرب میں ـــــ "امیر سعود" ـــــ سے ملکر مسلمانوں کا قتل عام کیا ـــــ ان کے مال و متاع کو مباح کہہ کر لوٹ لیا!!

ـــــ یہاں سید احمد بریلوی نے مولوی اسمٰعیل دہلوی (وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف) سے ملکر ہندوستان میں وہی خونی ڈرامہ کھیلا جسے نجدیوں نے ڈائریکٹ کیا تھا۔

ہر عقلمند یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ سازش انگریز اور صرف انگریز کی تیار کردہ تھی جس پر عمل کرانے کے لئے فرنگیوں کو دو کارندے ـــــ "نجد" میں بھی مل گئے تھے۔

ایک ـــــ "محمد بن عبدالوہاب نجدی" !

دوسرا ـــــ "امیر سعود" !!

گویا ـــــ ایک "امیر" ـــــ دوسرا "مشیر" ـــــ !!!

اسی طرح انگریزوں کو دو ایجنٹ ہند میں بھی میسر آ گئے۔

ایک ـــــ "سید احمد رائے بریلوی" ـــــ !

اور دوسرا ـــــ "مولوی اسمٰعیل دہلوی" ـــــ !!

ایک ـــــ "پیر" ـــــ دوسرا ـــــ "مرید" ـــــ !!!

یہاں بھی دو ـــــ وہاں بھی دو ـــــ !!!

یہ مماثلت بھی دیدنی ہے ـــــ !!!

ے
"یہ سارے ہی حسین چہرے میری تسبیح کے دانے ہیں
نظر سے گرتے رہتے ہیں عبادت ہوتی رہتی ہے"

ڈو کا ٹولہ

عرب میں ـــــ "شیخ نجدی" ـــــ نے بے ادبیٔ رسول کا جو ہنگامہ برپا کیا تھا ـــــ وہی کارنامہ ـــــ "شیخ ہندی" ـــــ نے یہاں انجام دیا! ـــــ

شیخ نجدی نے ـــــ "کتاب التوحید" ـــــ لکھکر عظمتِ مصطفےٰ کے نورانی مینار گرائے ـــــ تو "شیخ ہندی" نے ـــــ "تقویت الایمان" ـــــ لکھکر توہینِ مصطفےٰ کے شیطانی ہتھیار سجائے!!!

وہاں عرب میں بھی ـــــ "نجدی شمشیر" ـــــ سے خون مسلم بے دریغ بہایا گیا ـــــ یہاں ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی گردن پر ـــــ "اسمٰعیلی خنجر" ـــــ آزمایا گیا ـــــ!!

جس طرح ـــــ ابن عبدالوہاب نجدی ـــــ نے اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر ـــــ "کتاب التوحید" ـــــ کا عملی نفاذ کیا۔ بالکل اسی طرح ـــــ مولوی اسمٰعیل ـــــ نے ـــــ "تقویت الایمان" ـــــ کے عملی اور حتمی نفاذ کے لئے اقتدار و حکومت کا سہارا لیا!

جس طرح ـــــ "ابن عبدالوہاب نجدی" ـــــ نے ان مسلمانوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کی بدعقیدگی کو تسلیم نہیں کیا تھا! ـــــ

بالکل اسی طرح مولوی اسمٰعیل نے بھی اپنے وہابیانہ عقائد کے نفاذ کے مخالف مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کیا۔

جس طرح عرب میں برطانیہ کی سازش سے "ترکی خلافت کا زوال ہوا اور ـــــ "وہابی سعودی سلطنت" ـــــ مستحکم ہوئی۔ ـــــ

بالکل اسی طرح ہندوستان میں برٹش پلان کے تحت "مغلیہ سلطنت" کا خاتمہ ہوا اور سرحد میں انگریز کے زیر سایہ ـــــ "وہابی سلطنت" ـــــ

قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔!

وہابی سٹیٹ کے قیام کی ضرورت

انگریزوں کو سرحد میں ـــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــ قائم کرنا ضروری ہوگئی تھی کیونکہ ہندوستان میں مار دھاڑ کرنے والے مرہٹوں کو مارنے اور شیر میسور ٹیپو سلطان کی شوکت و قوت کو توڑنے کے بعد پنجاب کے ـــــ "جنگجو سکھوں" ـــــ کے علاوہ صوبہ سرحد کے ـــــ "غیور پٹھان" ـــــ ہی پورے ہندوستان پر انگریزوں کے مکمل قبضے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ان کو زیر دام لانے کے لئے "دانائے فرنگ نے یہ "دانا" ڈالا یعنی سرحد میں "وہابی اسٹیٹ" قائم کرنے کا منصوبہ بنایا کیونکہ:۔

"انگریزی حکومت نے ہندوستان کے تمام صوبوں
پر مضبوطی سے قبضہ کر رکھا تھا صرف پنجاب کشمیر اور
صوبہ سرحد ان کے اقتدار سے خالی تھا"

(شاہ اسمٰعیل شہید ص۱۸۵)

چنانچہ تحریک مجاہدین کا میدان کارزار صوبہ سرحد کے علاقے بنے جو ہندوستان میں انگریزوں کے مکمل کنٹرول کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ـــــ مگر مشکل یہ تھی کہ سرحد میں ـــــ "سنی العقیدہ کٹر حنفی مسلمان" ـــــ رہتے تھے جو بڑے خود دار، حریت پسند اور سخت جان ہوتے ہیں۔

ہے "بری طرح کیا پھتراؤ ہم پہ لوگوں نے
ہوا بھی کہتی ہے یہ لوگ مرنے والے نہیں

چنانچہ بقول سر سید احمد خاں سرحدی پٹھان وہابیانہ عقائد پر کسی طرح متفق نہ ہوئے۔

"ہندوستان کے گوشۂ شمال ومغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ "سنی المذہب حنفی" ہیں چونکہ ان (سید احمد و اسمٰعیل) کے عقائد کی مخالف تھیں اس لئے وہ "وہابی" ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے ______"

(مقالات سر سید نہم ص:۔ ۱۴۰-۱۳۹)

سرحد میں رہنے والے ______ "سنی المذہب حنفی مسلمان" ______ بھلا ان وہابیوں کے مسائل کو کیونکر اچھا سمجھتے ______ بھلا کوئی ایسا ہے جو اپنے باپ کو گالی دے ______! ______ اپنے بزرگوں کے منہ پر تھوکے ______ علماء کرام کی پگڑی اچھالے! ______ مشائخانِ عظام کا خرقہ پھاڑے! ______ صحابہ کرام کے مزارات اکھاڑے! ______ گنبد خضراء ڈھانے کے لئے نشانہ بنائے! ______ خانہ کعبہ کو اجاڑے! ______ غلاف کعبہ کو جلائے! ______ مجاہدانِ حرم کو خون میں نہلائے! ______ ایسے سفاک خونخوار نجدیوں کی خباثتوں پر عمل کرنے والے شریروں کو بھلا وہ پہاڑی کیسے اچھا سمجھتے؟ ______ ان کے مسائل خبیثہ کو بھلا وہ "خوش عقیدہ سنی المذہب حنفی پٹھان" ______ کیسے قبول کرتے؟؟؟

چنانچہ انگریز کے فرستادہ ان وہابی ایجنٹوں کے خلاف سرحد کے علماء اہلسنت صف بستہ ہو گئے۔

بکھروں گا ایک بار تو نہ آسکوں گا ہاتھ
اے دوست احتیاط سے ٹھوکر لگا مجھے

انگریزی گٹھ جوڑ سے انکار

ابھی مشکل سے سمجھے گا زمانہ
نیا نغمہ نئی آواز ہوں میں

مولانا مودودی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس وقت یہ حضرات جہاد کے لئے اٹھے ہیں اس وقت کسی سے یہ بات چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصل طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو سکتی ہے تو انگریزوں کی ہو سکتی ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں کی نگاہِ دوررس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا۔"

(تجدید احیائے دین ص۱۲۸)

مودودی صاحب کی سمجھ میں یہ معاملہ نہ آیا لیکن ان کے "بزرگوں" اور "انگریزوں" کے درمیان تو یہ معاملہ پہلے ہی طے ہو

چکا تھا چنانچہ ان کے بزرگوں کی انگریزی پالیسی کا جوہر تو اس وقت کھلتا ہے جب وہ بزرگ اپنے سب سے پہلے جہاد کا اعلان "سرحدی مسلمانوں" کے خلاف کرتے ہیں جی ہاں جہاد اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ! ہے

" رفوگری کا ہنر یوں تو عام ہے لیکن
یہ دیکھنا ہے کہ دامن ہوا رفو کس کا "

اب جو لوگ تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ـــــ یہ جہاد انگریز کے خلاف تھا ـــــ ان سے ہاتھ جوڑ کر اتنا سا سوال ہے کہ ـــــ سچو کے بادشاہو، ذرا یہ تو بتاؤ کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حکومتیں اپنی عملداری میں اپنے خلاف اپنے مخالفوں کو فوجیں بنانے دیں؟ ـــــ اور اپنے خلاف جہاد کے لئے اپنے علاقے میں چندے بٹورنے دیں؟ ـــــ ذرا سوچیئے تو سہی انگریز تو انگریز کوئی حکومت کیسی ہی گئی گذری کیوں نہ ہو، یہ حماقت نہیں کرسکتی چہ جائیکہ انگریز جیسی زیرک قوم اپنی عملداری میں ـــــ ان "باغیوں" کو ـــــ چندہ اسلحہ، اور آدمیوں کی فراہمی کی اجازت دے! ہے

" ایں خیال است و محال است و جنوں "

اور پھر جبکہ انگریز خود نووارد تھے اور سرزمین ہند میں آہستہ آہستہ اپنے پیر جما رہے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے ـــــ کیا گھاس کھا گئے تھے کہ اپنے علاقے میں اپنے مخالفین کی فوجیں کھلی آنکھوں جمع ہوتی دیکھتے رہے اور اف تک نہ کی! ـــــ یہ تک نہ پوچھا کہ بادشاہو۔ اتنا بڑا لشکر لے کر کہاں جا رہے ہو؟ ـــــ؟ بلکہ طرفہ تماشہ یہ کہ "انگریز پاگلوں" نے انہیں سہولتیں

فراہم کیں! ـــــ "بے وقوف انگریز حکام" نے لشکریوں کی دعوتیں کیں ــــــــ!! ــــــــ اور جب یہ لشکری اپنی منزل پر پہنچ گئے تو ان کی جو ہنڈیاں انگریزی علاقوں میں رہ گئی تھیں ان کی رقوم وصول کر کے "فرمانبردار انگریز حکام" نے مجاہدین کے پاس بحفاظت صحیح سلامت سرحد بھجوا دیں! حیرت ہے کہ ــــــ انگریز اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا مربیانہ سلوک کرے!! ــــــ تاریخ تو ایسے کسی واقعہ سے یکسر خالی ہے ــــــ ــــــــ البتہ آج کے خود رو قسم کے مؤرخین نے تاریخ کی یہ تشنگی دور کر دی ہے جن کے سربراہ غلام رسول مہر ہیں انہوں نے اپنے قلم کی خرمستیوں سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ سب کچھ انگریز اپنی مخالفت میں ہنسی خوشی برداشت کر رہا تھا ؎

"ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے"

اعترافِ حقیقت

حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، مانی نہیں جاتی

"اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت
سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے
سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی ______ مگر
سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھوں کا زور کم ہو"

(مولینا محمد جعفر تھانیسری بسوانح احمدی ص۱۳۹)

مولینا تھانیسری نے تو حقیقت خود ہی آشکارا کر دی کہ ______ انگریز اس وقت سکھوں کا زور کم کرنا چاہتے تھے اس لئے انگریز کے زیر سایہ سید صاحب سکھوں سے جہاد کے لئے رقم اسلحہ اور آدمی آزادانہ طور پر جمع کرتے رہے بلکہ:۔

"مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ
کی امداد بھی کی" ______

(مولینا منظور احمد نعمانی۔ الفرقان لکھنؤ شہید نمبر ۱۳۵۵ ص۹۶)

یہ جادو وہ ہے جو وہابی مؤرخین کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے چنانچہ جب یہ مجاہدین سکھوں سے جہاد کے لئے سرحد گئے تو ان کی بیوی بچوں اور املاک کی انگریزوں نے پوری پوری حفاظت کی نیز ادھر سے مالی اور

انفرادی امداد بھی ہوتی رہی چنانچہ شیخ الحدیث دیوبند مولینا حسین احمد مدنی اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔

"جب سید احمد صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ
کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس
لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب
کی مدد کی ——————"

(نقش حیات جلد دوم ص۱۲)

ے "طواف گل کو بھلا کر چمن سے کی ہجرت
یہ تتلیوں کی روایات سے بغاوت تھی"

انگریز اطمینان کا سانس بھلا کیوں نہ لیتا اور سید صاحب کو اس کار خیر میں امداد بہم کیوں نہ پہنچاتا کہ اس طرح سید صاحب ہندوستان بھر کے سارے جنگجو مسلمانوں کے ریوڑ کو ہنکا کر پہاڑوں میں ذبح کرنے لئے جارہے تھے ان حضرات کی سنگ دلی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔"

ے "گرتا ہے اپنے آپ پہ دیوار کی طرح
اندر سے جب چٹختا ہے پتھر کا آدمی"

جیسا کہ سب کو معلوم ہے اس وقت ہندوستان میں دو ہی بڑی طاقتیں تھیں جو انگریزوں کے لئے دردسر بنی ہوئی تھیں —————— ایک تو پنجاب کی (مارشل ریس) جنگجو سکھ قوم دوسرے سرحدی پٹھانوں کے آزاد قبائل! انگریزی سیاست نے بڑی عیاری سے ایک تیر میں دو شکار کیے چنانچہ سید صاحب کو آگے بڑھا کر دونوں مقامی طاقتوں کو آپس میں ٹکرا دیا —— اس طرح اگر ایک طاقت ختم ہو جاتی تو انگریز یکسوئی سے دوسری قوت

کو زیر کر سکتا تھا ــــــــــــ اور اگر دونوں ہی کمزور ہوتیں تو بھی
انگریز کی چاندی تھی!

کتنے برسوں کی مسافت کا یہ حاصل ٹھہرا
اپنے دامن میں بجز گردِ سفر کچھ بھی نہیں،،

ملت اسلامیہ سے غداری
انگریز کی خدمت گذاری

کہا تم نے کہ جائز ہے فرنگی کی وفاداری
بتایا تم نے ہر اک عہد میں مذہب کو سرکاری

وہابیہ نے ہر جگہ اور ہر دور میں انگریز کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا فریضہ دینی جانا اس تلخ حقیقت کے ثبوت میں دلائل اس قدر قوی ہیں کہ کسی کو مجال انکار نہیں۔ چنانچہ وہابیہ کے معروف مؤرخین خود اعتراف کرتے ہوئے لکھتے چلے جاتے ہیں:۔

"دوران وعظ ایک شخص نے سوال کیا کہ ـــــ سرکار انگریزی کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے فرمایا:۔

ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور "اپنی گورنمنٹ" برطانیہ پر آنچ نہ آنے دیں"

(تواریخ عجیبہ صـ۷۳ ـ مذاہب اسلام صـ۶۶ ـ حیات طیبہ صـ۲۹۶)

جی ہاں! ـــــ "اپنی گورنمنٹ برطانیہ" ـــــ پر آنچ نہ آنے دیں۔

چنانچہ:۔ "سید صاحب کی برابر یہ روش رہی کہ ایک طرف لوگوں کو "سکھوں کے مقابل آمادہ جہاد" کرتے اور دوسری جانب حکومت "برطانیہ کی امن پسندی" جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے تھے"

(الدر المنثور صـ۲۵۲ از مولوی عبدالرحیم صادق پوری اہلحدیث)

بھلا کیوں نہ روکتے؟ ـــــ اچھے لوگ جس کا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں ـــــ آخر نمک حلالی بھی تو کوئی چیز ہے ـــــ

سید صاحب سے بھلا کیسے ممکن تھا کہ انگریزی تھالی میں کھاتے اسی میں چھید فرماتے لہٰذا :-

"سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا (بلکہ انگریز کی یاری پر ایسا ناز تھا کہ) وہ اس آزاد عملداری کو "اپنی ہی" عملداری سمجھتے تھے"

(تواریخ عجیبہ مصنفہ منشی محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۸۹۲ء)

"اپنی سرکار" ——— اپنی عملداری ——— کتنے خوبصورت الفاظ ہیں انگریز سے کس قدر اظہار محبت ہو رہا ہے ——— انگریز کے قدموں پر والہانہ قربان ہوئے جا رہے ہیں حالانکہ ہندوستان بھر کے مسلمان اس وقت دل سے غاصب انگریز سے متنفر اور ان سے آمادۂ جہاد تھے لیکن سید صاحب بڑی خوبصورتی سے انگریزوں کی امن پسندی کا یقین دلا کر لوگوں کی نفرت کا دھارا سکھوں کی طرف موڑ رہے تھے ؎

دشمنوں سے تو بچ گئے لیکن

دوستوں کے کرم نے مار دیا

چنانچہ اسمٰعیلی جہاد سے انگریزوں کو فوری فائدہ تو یہ ہوا کہ مسلمانوں کی بھی اور سکھوں کی بھی توجہ غاصب انگریز سے ہٹ کر ایک دوسرے پر لگ گئی اس طرح انگریزوں کو سرزمین ہند پر پیر جمانے کا سنہرہ موقعہ ہاتھ آیا ——— اور یہ موقع انہی غداران ملک و ملت نے انگریزوں کو بہم پہنچایا ——— پھر بھی غلام رسول مہر کی طرح تاریخ پر ستم ڈھلتے ہوئے جو لوگ آج "اسمٰعیل جہاد" کو انگریز کے خلاف ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ دراصل حقیقت کا منہ چڑا رہے ہیں اور

تاریخ کے منہ پر کالک لگا رہے ہیں۔

تاریخ کا حلیہ بگاڑنے والوں سے ہاتھ جوڑ کر التماس ہے کہ اگر ان میں ذرا سی بھی شرم و حیا باقی ہے تو زیادہ نہیں صرف ایک آدھ ہی بیان سید احمد یا اسمٰعیل دہلوی کا اپنی تائید میں، انگریز کے خلاف دکھا دیں جبکہ ہم نے ان "غداروں" کی "انگریز دوستی" کے حوالوں کی بھرمار کر دی ہے اور وہ سارے حوالے انہی کے مداح مؤرخوں کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں ——— لیکن ان تمام حقائق سے قطع نظر غلام رسول "بے مہر" کا اپنا "سینہ گزٹ" ——— وہابیوں کے لئے ہر تاریخی ماخذ کا باوا آدم بنا ہوا ہے، جس کا غیر شائع شدہ ——— دفینہ نمبر ——— اس کے اور اس کے ہم خیال افراد کے "سینہ پر کینہ" میں ممی کی طرح حنوط شدہ موجود ہے جس کی ایک خود ساختہ مختصر سی فہرست اپنی کتاب ——— "سید احمد شہید" ——— کے شروع میں بھی دے دی ہے اس طرح دن دھاڑے تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

"بھٹک گیا ہے کہاں قافلہ خدا جانے
کہ منزلوں پہ فقط گرد کارواں پہنچی"

صلیب کی بھینٹ

مار کرتے تھے جو چھپ چھپ کے کمیں گاہوں سے
آئے نزدیک تو سب دوست ہمارے نکلے

حقیقت یہ ہے کہ اپنی خود کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اہلسنت کی رہنمائی کے واسطے وہابی دانشوروں نے بڑی آسانیاں فراہم کر دی ہیں ــــــ سوچ اور فکر کی صحیح راہ متعین کرنے کے لئے ان کے اقراری بیانات اعتراف جرم کی حیثیت رکھتے ہیں ــــــ چنانچہ مشہور متعصب وہابی مصنف مسعود عالم ندوی یہ کڑوا نوالہ نگل کر زہر کا گھونٹ پیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"انگریز مؤرخ "ہنٹر" ایک جگہ لکھتا ہے کہ ــــــ
بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مالکوں
سے چھٹی لیکر جہاد کو جایا کرتے تھے"

( )

جی ہاں ــــــ جہاد کو جایا کرتے تھے ــــــ مسلمانوں سے جہاد کرنے کے لئے ــــــ صلیب کی بھینٹ چڑھنے کے لئے ــــــ انگریزی پالیسی کے تراشیدہ جہاد نما فساد کی قربان گاہ کی زینت بننے کے لئے جبھی تو جہادیوں کی امدادی رقمیں غاصب ہندو مہاجنوں سے واگذار کرا کے ــــــ "کمشنر دہلی" ــــــ اور ــــــ "ہائی کورٹ الٰہ آباد" ــــــ کے فیصلوں کے عین مطابق "انگریز سرکار" ــــــ اپنے خاص ذرائع سے سرحد بھیجنے کا انتظام فرمایا کرتی تھی۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیے "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۱۴۰-۱۴۵")

بھلا انگریز سرکار ایسا کیوں نہ کرتی؟ ــــــ قربان کرنے سے پہلے اپنے جانوروں کو سبھی دانہ پانی دکھایا کرتے ہیں۔

چنانچہ برٹش گورنمنٹ کی انتظامیہ ــــــ سول سروس ــــــ

اور انگریز کارخانہ دار ـــــ تک، سب جانتے پہچانتے اور مانتے تھے کہ ـــــ مولوی اسمٰعیل غدار اور ان کا سید احمد شریر سردار بمعہ اپنے تمام مریدانِ نابکار کے ساتھ ـــــ "برٹش سرکار" کے ناہنجار مشن کی تکمیل میں لگے ہوئے تھے۔ لہٰذا انگریز سرکار اور اس کے تمام اہلکار ان فسادیوں کی مدد کرنا اپنا فرض عین سمجھتے تھے۔

مسلم کش "پادری" اور انگریز کی مہمان نوازی

انتہا یہ ہے کہ ـــــ انگریزی حکام منزل بمنزل وہابی مجاہدین کی دعوت طعام کا اہتمام کرتے تھے ـــــ جی ہاں! اس سلسلے میں خود سید صاحب کے سگے بھانجے پھوٹ پڑے۔

"جب عشاء کی نماز ہو چکی اس وقت دیدبانوں نے عرض کی کہ کچھ مشعلیں ہماری طرف آ رہی ہیں اسی گفتگو کے دوران کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار مختلف قسم کے کھانے لے کر کشتی کے قریب کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ: ۔ پادری صاحب کہاں ہے؟ سید صاحب نے کشتی سے جواب دیا: ۔ "میں یہاں موجود ہوں" ! انگریز فوراً گھوڑے سے اترا اور (تعظیماً) اپنی ٹوپی سر سے اتار کر کشتی میں سید صاحب کے پاس حاضر ہوا، مزاج پرسی کے بعد عرض کیا کہ ـــــ میں نے اپنے نوکروں کو قافلے کی اطلاع کے لئے متعین کر رکھا تھا آج خبر ملی کہ آپ مع قافلے کے اس طرف آ رہے ہیں

——— یہ خوش خبری سنکر میں نے ماحضر
تیار کیا اور خدمت میں حاضر ہو گیا۔
(سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر تھانیسری ص۴۹)
سبحان اللہ! ——— مسلمان پادری اور انگریز کی "اسلام نوازی"
! کیا عجب تماشا تھا ——— !
——— "کفر و اسلام" کا یہ کیسا خوبصورت سنگم تھا ——— !
عیسائی سردار سر سے ٹوپی اتار کر مجاہدین کی تعظیم کے لئے جھکے ———
خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرے ——— لذت کام و دہن کے لئے
انہیں ماحضر پیش کرے ——— آج تک دشمنانِ اسلام کی طرف
سے اس حسنِ اخلاق کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے ——— مگر
تاریخ کی یہ تشنگی مشہور وہابی مؤرخ سید ابوالحسن ندوی نے دور کر دی چنانچہ
انگریز سرکار کی ایسی بہت سی لذیذ دعوتوں کی چٹ پٹی یادوں کو بڑے مزے
لے لے کر بیان کیا ہے چنانچہ "مسلمان پادری" کے "انگریزی کھانوں" کا
اگر آپ بھی چٹخارہ لینا چاہیں تو دیکھیں۔
(سیرت سید احمد شہید ص۲۱۸-۲۱۷)
لیکن یہ سوچ لیجئے کہ در اصل یہ سرحدی مسلمانوں کے خونِ ناحق کا معاوضہ
تھا بالفاظ دیگر یہ دستر خوان، مسلمانوں کے خونِ جگر اور لختِ جگر سے سجایا
گیا تھا ——— ! ——— کیا واقعی آپ اس قدر بھوکے ہیں کہ پیٹ کا جہنم بھرنے
کے لئے یہ حنظل زہر مار کریں گے؟ ——— بہر حال آپ پسند کریں یا
نہ کریں وہابی مجاہدین نے مزے لے لے کر یہ سب کچھ نوش جاں فرما لیا
اور ڈکار تک نہ لی ——— کھانے سے پہلے یہ تک نہ پوچھا کہ آخر اس حرام

——— اس
طعام کا اہتمام کس نے کرایا ہے اور کیوں کرایا ہے ؟ ؟
انگریز حاکم کو مجاہدین کی آمد کی خوش خبری کس ایجنسی نے بہم پہنچائی ؟
——— اور پھر سید صاحب کے حضور حاضر ہو کر، ٹوپی اتار کر، سر
جھکا کر، وہابی سردار کا شایانِ شان استقبال کرنے کی ترغیب کس نے دی ؟
وہابی مجاہدین کے قافلے کے پہنچنے سے پہلے پہلے ان کی ———
خاطر تواضع کی ہدایات کہاں سے موصول ہوئیں ؟
سید صاحب کے ——— "روحانی تصرفات" ——— سے یہ کسی ———
"اسلامی خبر رساں ایجنسی" ——— کی کارکردگی تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ———
"سید اینڈ کمپنی" ——— تو سرے سے روحانیت ہی کی قائل نہ تھی! اس لئے
ماننا پڑے گا کہ یہ تو نری ——— "انگریزی جاسوسی مشین" ——— کی کرشمہ
سازی تھی کہ ——— "وہابیہ کے غول بیابانی" ——— کی خوراک رسانی
کا منزل بمنزل شیطانی انتظام کیا جا رہا تھا ——— "کالے پادری" ———
کی تن پروری کے لئے وہیں سے ——— "ابلیسی احکامات" ———
صادر ہو رہے تھے ——— یقیناً یہ انگریز کی دعوت تھی کوئی قدرتی
"من و سلویٰ" تو نہ تھا کہ یونہی آسمان سے نازل ہو گیا! -
ماننا پڑے گا کہ در پردہ ایک ——— "مسلم کش پادری" ———
کے لئے ——— "اسلام دشمن انگریز" ——— کا یہ چڑھاوا تھا! ———
نصاریٰ کے ٹکڑوں سے پلنے والے ——— "مسلم کش پادری کیا..
——— اسلام کی نشاۃ ثانیہ" ——— کرنے جا رہے تھے ؟ ———
——— بھلا یہ کیسی ——— "خلافتِ اسلامیہ" ——— تھی جس کی
بنیاد ——— اسلام دشمن انگریزوں ——— کی مدد سے رکھی جا رہی

تھی؟ ــــــ دراصل یہ تو بزی ـــــــــ ”خلافت شیطانی“ ـــــــ ہی تھی جو ـــــــ ”انگریز دشمن مسلمانوں“ ـــــــ سے جنگ کرنا سکھاتی ہے! ـــــ جو مسلمانوں کو ٹکرے ٹکرے کر کے مختلف فرقوں میں بانٹتی ہے! ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کو دلوں سے مٹاتی ہے۔ اور آدمی کو اپنے بزرگوں کے حق میں دلیر و گستاخ بناتی ہے! ـــــ لیکن انگریز سرکار کا فرمانبردار و جان نثار ہونے پر فخر کرنا سکھاتی ہے ـــــــ

ہندو راجہ کی مجاھد نوازی

”برٹش پالیٹکس کی فعال مشنری“ ـــــــ کا یہ کارنامہ تھا کہ ”دشمنان اسلام“ کی جانب سے ـــــ ”وہابی درندوں“ ـــــ کو راتیب برابر ملتا رہا۔

چنانچہ:۔ ”گوالیار میں مہاراجہ کی طرف سے مہانداری کا پورا انتظام تھا ـــــ کئی مرتبہ ہندو راؤ نے دعوتیں کیں۔ ایک دعوت کی تفصیل راویوں نے یوں بیان کی ہے کہ ـــــ مرہٹی کھانا بھی پکوایا ـــــ شیرمال ـــــ پراٹھے ـــــ پلاؤ ـــــ متنجن ـــــ قلیہ ـــــ فیرینی ـــــ یاقوتی ـــــ کباب ـــــ پسندے ـــــ مرغ بریاں وغیرہ بھی تیار کرائے بعض بلند پایہ ساتھیوں کے ہاتھ ہندو راؤ نے خود دھلوائے۔

کھانے کے بعد جو پان پیش کئے وہ سب ورق طلاء میں ملفوف تھے ـــــ بہت سے تحائف خوانوں میں

لگا کر نذر کے لئے لائے گئے ان میں موتیوں کا
ایک بیش بہا ہار اور دو چغے بھی تھے جن پر زری کا
نہایت عمدہ کام تھا"

دیکھا آپ نے؟ ——— "ہندوراؤ" نے بعض بلند پایہ مجاہدوں کے ہاتھ خود دھلوائے! ——— جی ہاں! ——— مجاہد تو خود اپنی زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھے تھے. بھلا ان کے ہاتھ مہاراجہ کیوں نہ دھلواتا! ——— وہ ہندوراؤ تھا کھلی آنکھوں دیکھ رہا تھا کہ ———

"وہابی بکرے" ——— "صلیب کی بھینٹ" ——— چڑھتے جا رہے ہیں! ——— جس قدر ہو سکے انہیں چراؤ چگاؤ اس طرح انگریز کی خوشنودی حاصل کرے ——— "ہندو چرا گاہوں" ——— کو ——— "انگریز کے ٹڈی دل" ——— سے بچاؤ ——— اسی لئے ہندوراؤ نے ——— ان ——— "چغندوں" ——— کو چغے پہنائے ——— "وہابی گلہ بانوں" ——— کے گلے میں موتیوں کے ہار ڈالے ——— کیونکہ وہابی اپنے گلے میں انگریز کی غلامی کا لعنتی طوق ڈالے ہوئے تھے ہندوراؤ نے دیکھ لیا تھا! ——— اور خوب سمجھ لیا تھا! ——— ! ——— ! لیکن سیدھے سچے مسلمانوں کی سمجھ میں آج تک یہ بات نہ آسکی! ———

البتہ ہندو تو گھاگ ہوتا ہے اس نے جہاد سے پہلے ہی کرائے کے ٹٹوؤں کو بھانپ لیا تھا ——— اگر یہ محض الزام ہے تو پھر بتائیے کہ ان ٹکڑ گدھوں کو چرانے سے ہندوؤں کا اپنا بھی تو کوئی مقصد ہوگا ورنہ ہندو جیسی چالاک اور سود خور قوم اتنا کچھ خرچ کرے اور وہ بھی زوال پذیر مسلمانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ناممکن قطعی ناممکن!

جناب غلام رسول مہر زندہ ہوتے تو ان سے یہ سوال کیا جا سکتا تھا۔ آخر زندہ رہا نے کس ـــــ اسلام دوستی ـــــ ان ...ن کی ـــــ اسلامی جہاد ـــــ کی خوشی میں اس خوان یغما کا بندوبست کے لئے انتظام کیا تھا۔ زندہ رہ کو جہاد ... سے بھلا کیا نسبت تاریخ کو مسخ کرنے والے بھلا اس کا کیا جواب دیں گے بہرحال

ع

عیاں را چہ بیاں!

بدھو کی عقلمندی

اسمٰعیلی لشکر کی راہ میں انگریزی سیاست کا یہ حسن انتظام دیکھ کر ہی ـــــ بدھ رام ـــــ جیسے "بدھو" کو بھی عقل آگئی ـــــ اور بہ روایت عقل کے مارے غلام رسول مہر نے بیان کی۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

جہاد تھا

"پشاور میں بدھ رام نام کا ایک مشہور سیٹھ تھا وہ سید صاحب کی خدمت میں آیا تو نقد روپے کے علاوہ انگور۔ انار۔ پستہ۔ بادام۔ ناشپاتی اور بہی کی" ٹوکریاں اور تھیلے لایا"

(سید احمد شہید ص۲۵۰ از غلام رسول مہر)

ـــــ تاکہ اسمٰعیل کے لشکری پستے بادام کھائیں اور اپنی جان بنائیں! ـــــ آخر سرحدی پٹھانوں سے انہیں جہاد کرنا تھا اور پھر ان کی لڑکیوں سے زبردستی نکاح ثانی کا فریضہ بھی تو ادا کرنا تھا ـــــ اسی لیے یہ سب ضیافتیں اور انگریزی پالیسی کی سوغاتیں تھیں! ـ ! ـ !

آپ کا غلام ہری رام

"ہری رام کشمیری کا دہاں (غازی آباد میں) تحصیل دار تھا...."

"...... نیازمندانہ حاضر ہوا ______
اور شیرینی کے علاوہ کچھ روپیہ بھی بطور نذر پیش کیا"
(سید احمد شہید ص۱۲۶)

کیوں نہ پیش کرتا! ______ آخر وہ انگریز سرکار کا ایک ذمہ دار تحصیلدار تھا ______ اپنی ذمہ داری کا اسے پورا پورا احساس تھا اور انگریز سرکار کی خوشنودی کا بھی پاس تھا! ______!! اسی لئے "نیازمندانہ" سید صاحب کے حضور حاضر ہوا۔

اس طرح جب ہندو اہلکار انگریز سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے تو پھر انگریزی چھاؤنی میں گوشت سپلائی کرنے والا مسلمان ٹھیکیدار بھلا کیوں پیچھے رہتا ______ چنانچہ :-

"محمد تقی قصاب نے جو انگریزی فوجوں میں گوشت کا بڑا ٹھیکیدار تھا ______ شیرینی پارچہ جات اور نقد کے کئی کئی خوان نذر پیش کیے"
(سید احمد شہید ص۱۹۲)

انگریزی فوجوں میں گوشت کا ٹھیکیدار یہ گرانقدر نذر سید صاحب کو بھلا کیوں نہ پیش کرتا آخر ٹھیکیدار ٹھیکیدار کو پہچان گیا وہ جان گیا کہ انگریزوں سے سید صاحب نے خونِ مسلم بہانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے!
چنانچہ یہ سب کچھ خونِ مسلم ہی کا معاوضہ تھا جو ادا کیا جا رہا تھا!۔

پیری مُریدی کا ڈھونگ

*

سرحد میں ہڑبونگ

زباں پہ حرفِ خلوص اور دل میں زہر نفاق
یہ دوستی ہے تو پھر اور دشمنی کیا ہے

مشہور بات ہے کہ سرحد میں خوش عقیدہ سُنّی مسلمان رہتے ہیں جو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں —
—— اس نسبت سے سادات کرام اور پیرانِ عظام کی بڑی قدر ومنزلت
کرتے ہیں۔

اسی امید میں ہر موجِ ہوا کو چوما!
چھو کے شاید مرے پیاروں کی قبا آئی ہے

پٹھانوں کی شاید اسی خوش عقیدگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے
انگریزی گماشتوں نے بڑی عیاری سے کام لیا —— اور پیری مریدی
کا جال پھیلایا —— چنانچہ سید احمد نے بڑی مکاری سے خود تو
—— "پیر ومرشد" کا روپ دھارا —— مولوی اسمٰعیل
اور دیگر حواریوں کو —— اپنا —— "مرید" —— کہلانے کا سوانگ
رچایا —— اس طرح انگریزی پالیسی کے تحت —— "وہابی
گروگھنٹال" —— پیری مریدی کا چکر چلاتے ہوئے سرحد میں داخل ہو
گئے —— !

حالانکہ وہابی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک کو اپنا پیر ومرشد
نہیں مانتے —— بلکہ محض اپنا جیسا —— "بشر" —— جانتے
ہیں —— بہت سے بہت اپنا "بڑا بھائی" —— گردانتے ہیں —
—— اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ —— حضور مٹی میں مل کر مٹی
ہو گئے! (اگر یقین نہ آئے تو دیکھئے خود اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان
صہ ۲۳)

ان کے بڑوں کا عقیدہ تھا کہ :-

"ہمارے ہاتھ کا عصا ——— محمد ——— سے بہتر ہے کہ اس سے کتے بلے کو تو مار سکتے ہیں ——— لیکن حضور تو مر گئے اب ان سے کوئی فیض نہیں ———!"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے الدر رسنیۃ + شہاب ثاقب)

وہابیوں میں بدعقیدگی کا جہاں یہ عالم ہو وہاں پیر و مرشد کی روحانی عظمت اور فیض رسانی کا بھلا کون قائل ہوگا ——— یہ تو سب انگریزی پالیسی کا چکر تھا جس نے سب کو مکرم بنا دیا تھا۔

بہر حال یہ جادو خوب چلا۔

چنانچہ اس سلسلے میں تاریخ ہزارہ بتاتی ہے۔ کہ :۔

"۱۲۲۴ھ میں قندھار اور پشاور کی طرف سے علاقہ یوسف زئی میں آئے اور تور ڈھیر میں ڈیرہ ہوا ...... اس وقت اس ملک میں ان کی شہرت یہ ہوئی کہ خلیفہ سید احمد ایک شخص عرب سے آیا ہے اور خرق عادت عجائب اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور ...... اکثر لوگ اسی روز اور کچھ لوگ دوسرے تیسرے روز آ کر اس سے مرید ہوئے اور کسی نے کوئی عجائب چیز خرق عادت کی ان سے نہ چاہی۔ گویا اس کی شکل ہی کو خرق عادت تصور کر لیا ——— اور ایک ہفتہ کے اندر ہی تمام لوگ جاہل، عالم، غنی، فقیر سب مرید ہو گئے۔ اس وقت اخوند صاحب

سوات والا اور ملاں کوٹھہ والے بھی مرید ہوئے (تواریخ ہزارہ تالیف محمد اعظم بیگ مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء جلد دوم صفحہ ۲۲-۲۳)

ے
بہار آتے ہی خوش ہو چلے تھے دیوانے
یہ نامراد ہواؤں کا رخ نہ پہچانے

سیّد صاحب کی امارت کا قیام

ے
"تم سادہ مزاجی سے مٹے پھرتے ہو جس پہ
وہ شخص تو دنیا میں کسی کا بھی نہیں ہے"

منافقت کا یہ رنگ بھی چشمِ فلک نے دیکھا کہ تقیہ باز سیّد احمد اینڈ کمپنی نے پٹھانوں کی سادگی اور خوش عقیدگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں بھی بڑے زور و شور سے سکھوں کے خلاف جہاد کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ —— پٹھان تو تھے ہی سکھوں کے کٹڑ دشمن —— اور نعرۂ جہاد سُن کر آمنا صدقنا کہتے ہوئے سیّد صاحب کی طرف لپکے اور سکھوں سے جہاد کے نام پر ان کی بیعت کرنے لگے۔ اس طرح سیّد صاحب ازخود —— "امیر المؤمنین" —— بن گئے۔ ——!

ان سیدھے سادے مسلمانوں کو بھلا کیا معلوم تھا کہ —— یہ سنہرے دعوے اور خوش نما نعرے لگانے والے اندر سے دراصل —— "کٹڑ وہابی" —— ہیں۔ اور انگریزوں کی مدد سے اس علاقے

میں ——— "ریاست وہابیہ" ——— قائم کرنے آئے ہیں ———

؎ "اتنا تو دل فریب نہ تھا دام زندگی
لے آئے اعتبار کے سانچے میں ڈھال کر"

سرحدی مسلمانوں نے ان نوواردوں کو پکا سچا مسلمان جان کر ان پر کامل اعتماد کر لیا۔ چنانچہ اس طرح جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر انہوں نے متفقہ طور پر سید صاحب کو اپنا ——— "امیر مطلق" ——— بنا لیا ——— !

(مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" از مولوی عبید اللہ سندھی)

؎ "اک والہانہ شوق سے بڑھتے چلے گئے
ہم امتیاز ساحل و طوفاں نہ کر سکے"

اس بڑھتی چڑھتی ہوئی کامیابی نے "امیر مطلق" کو "مطلق العنان" بنا دیا چنانچہ آپے سے باہر ہو کر ——— اس نے درویشی و مسکینی کا مصنوعی لبادہ اتار پھینکا اور ننگے وہابی کی صورت میں پبلک کے سامنے آ گئے اور کھل کر وہابی عقائد کی کیچڑ اچھالنے لگے۔ آخر ان کا یہ "سٹری پن" اس قدر تجاوز کر گیا کہ ہر جگہ سرحد میں وہابیت کی نجاست بکھرنے لگی ——— کھلے عام بزرگان دین کی توہین و تضحیک کرنے لگے !! اولیائے کرام کو ملحد و مشرک ٹھہرانے لگے !! آہ! اہل سنت کے نورانی مینار گرانے لگے !!!

؎ "کس کو معلوم تھا کہ عہد وفا
اس قدر جلد ٹوٹ جائے گا"

چنانچہ: جب اختلاف مذہبی میں بحث شروع کی تو حضرت

امام اعظم ابو حنیفہ سے لے کر جس قدر امام اور اولیاء
اللہ خاندان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ
وغیرہ میں گذرے ہیں ان کو ملحد اور مشرک اور بدعتی
"آمین بالجہر" کی طرح پکار کر کہنا شروع کر دیا۔"
(فریاد مسلمین ص۱۱۳ از منشی محمد حسین محمود مطبع ریاض ہند امرتسر)

پرانی شاخوں کے سائے بھی بوجھ کہلائے
شجر گرے نہیں تو کاٹ کر گرائے گئے

انتہا یہ کہ بے لگام ہو کر اپنی خود سرفرعونیت کا ثبوت دیتے ہوئے
عشر کی آمدنی کو شرعی طریقے پر خرچ کرنے کے بجائے اپنی دھابیانہ صف
بندی پر بے دریغ خرچ کرنے لگے۔

کسے خبر تھی ہمیں راہبر ہی لوٹیں گے
بڑے خلوص سے ہم کارواں کیساتھ رہے

اور ساتھ ہی ساتھ مجبور کرنے لگے کہ :-

"سب لوگ حقیقی معنی میں مسلمان بن جائیں ــــــ
اسی صورت میں اطاعتِ امام کی حقیقت سے آگاہ
ہو سکتے ہیں ــــــ اسی صورت میں بدعات و منکرات
اور معصیت سے پاک ہو کر خدا و رسول اور اولی الامر
کی فرمانبرداری کا حق ادا کر سکتے ہیں۔"
(حقائق بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی)

لو بھئی! سکھوں سے جہاد کرنا تو بھول گئے ــــــ یہاں ــــــ سرحدی
مسلمانوں کو ــــــ حقیقی معنی میں مسلمان ــــــ بنانے کا فریضہ بڑ۔

شمشیر ادا فرمانے لگے ــــــ اس طرح وہابیت کا خوں آشام دور شروع ہوا۔

وہ لوگ جن کی رفاقت پہ ناز تھا تم کو
وہ لوگ ایک قدم بھی تو ساتھ دے نہ سکے

آخر کار عوام میں وہابی مجاہدین کے خلاف نفرت و حقارت اور طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلنا لازمی تھیں۔ چنانچہ لوگ سوچنے لگے:۔

"شاید یہ انگریزوں کے مشورے سے واسطے فتح اس ملک کے آیا ہے ــــــ جہاد کا نام فرضی مقرر کیا ہے۔"

(تفصیلات کے لئے دیکھئے، تواریخ ہزارہ ص ۲۳۷ تا ۲۵۷)

سیّد صاحب کی خلافت و امامت کا اعلان

سیّد صاحب نے لوگوں کو جب برگشتہ ہوتے دیکھا تو اپنے ہمزادوں سے صلاح مشورہ کیا جو کچھ طے پایا اس کے مطابق آخری پانسہ پھینکا! چنانچہ خود کو ــــــ "امام برحق ــــــ مامور من اللہ" ــــــ اور "مہدی زماں" ہونے کا دعویٰ ٹھونک دیا!

شوق بزم احمد، ذوق شہادت ہے مجھے
جلد "مومن" لے پہنچ اس مہد دوراں تلک

اس نعرہ کو انہوں نے اپنے آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا اس

لئے اسے تسلیم کرنا اور نہ کرنا ـــــــ اسلام اور کفر قرار دے دیا یعنی سیّد صاحب کو جو نہ مانے وہ کھلا کافر اور قابل قتل۔

ع

"اپنے تیور تو سنبھالو کہ کوئی یہ نہ کہے
دل بدلتے ہیں تو چہرے بھی بدل جاتے ہیں"

واقعی اس طرح دل کی سیاہی مکروہ چہرے پر ابھر آئی ـــــــ!

چنانچہ نادر شاہی اعلان ہوا کہ:-

"میرے ساتھی جنہوں نے اس منصب کا اقرار
کیا ہے عزت اور وجاہت کے منصب پائیں گے اور
مخالفین جنہوں نے میرے اس منصب کا انکار کیا ہے
ہلاکت اور ذلت میں ڈالے جائیں گے۔ میرے مخالف
کا ساتھی بلاشبہ کفار و منافقین اور یزید شقی کے
ٹولے سے ہے۔" (مکاتیب سید احمد شہید مرتبہ مولانا غلام حسین
ساہو والہ ضلع سیالکوٹ لاہور ۱۹۰۵ء ورق ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸)

ع

جن پتھر دل کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

بہر حال سید احمد بریلوی نے جو یہ مصرعہ طرح دیا تو ان کے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی نے گرہ لگائی:-

"جو شخص آں جناب کی امامت ابتداء ہی سے قبول
نہ کرے ـــــــ یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار
کرے وہ ایسا باغی ہے کہ ـــــــ اس کا خون بہانا
حلال ہے ـــــــ اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل

کی طرح عین جہاد ہے ــــــ کیوں کہ احادیث
متواترہ کے حکم سے ـــــ ایسے لوگ کتے کی چال
چلنے والے ملعونین اشرار ہیں ـــــ اعتراضات
کرنے والے کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے"
(مکتوبات سید احمد شہید ص ۱۲۹ مکتوبات ۳۱)

رعنائیاں چمن کی تو پہلے بھی کم نہ تھیں
اب کے مگر سجائی گئی شاخِ دار بھی

الامان والحفیظ! ــــ اس ایک بیان سے خونخوار وہابی کی خوفناک تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

ذرا ان لفظوں کی سختی، درشتی اور کرختگی تو ملاحظہ فرمایئے ـــــ جو حضرت کی امامت کے منکرین کے لئے وہابی لشکر کے کمانڈر انچیف کی جانب سے استعمال کئے گئے تھے کہ ـــــ ایسے لوگ کتے کی چال چلنے والے ملعونین اشرار ہیں" ـــــ "ان کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے" ـــــ معلوم نہیں کہ ظالم نے کن ـــ احادیث متواترہ" سے یہ سب کچھ جائز قرار دے دیا۔ ـــــ حوالہ تو ایک حدیث کا بھی نہ دیا ـــــ بس معترض کا علاج تلوار کی مار تجویز کیا۔ یہ سب کچھ بالکل اسی طرح سے ہوا جس طرح اس سے پہلے ان کے پیش رو ابن عبدالوہاب نجدی نے سرزمین عرب میں اپنی تلوار لہرا کر اعلان کیا تھا کہ:-

"انی ادعوکم الی الدین وجمیع ما ھو تحت السبع الطباق مشرك علی الاطلاق ومن قتل مشرکا فله الجنة"

ترجمہ:- میں تمہیں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ہفت آسمان

کے نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا اس کے لئے جنت ہے)

بس پھر کیا تھا۔

"اس عقیدہ کی وجہ سے وہابیوں نے ——— اہلسنت ——— اور ان کے علماء کا قتل مباح کیا ہے"

(فقہ حنفیہ کی بنیادی کتاب ——— "رد المحتار" ——— کے حاشیہ درمختار ——— میں عالم اسلام کے متبحر عالم علامہ شامی کا بیان)

بالکل اسی طرح اسمٰعیل دہلوی نے ——— سید احمد ——— کو ——— امام برحق "مامور من اللہ" ——— ٹھہرا کر ان کی امامت کے منکر کو "واجب القتل" قرار دے دیا ——— اچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرح انہوں نے ——— "رافضیوں" ——— کے مسلک کو لیا یا "خارجیوں" کا طریقۂ کار اپنایا ——— کیوں کہ ——— امامت ——— کا مسئلہ تو ——— "رافضیوں" ——— کا ہے ——— اور ——— گناہ کبیرہ ——— کے مرتکب کا خون بہانا "خارجیوں" کا مسلک ہے۔! اہلسنت ان دونوں فتنوں سے بری الذمہ ہیں۔ چنانچہ اہل سنت وجماعت نے نہ کبھی "امامت" کا مسئلہ کھڑا کیا اور نہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو واجب القتل قرار دیا۔ بلکہ اہل سنت کا ایمان ہے کہ ——— اسلام میں کسی قسم کے دعویٰ کو چاہے وہ دعویٰ نبوت یا مہدی ہونے کا ہو اگر اس شرط کے ساتھ مشروط کر دیا جائے کہ اس دعویٰ کو تسلیم کرنے والا ——— "مسلمان" ——— اور تسلیم نہ کرنے والا ——— "کافر" ہوگا ——— تو ایسا کرنے والا اسلام کے نزدیک خود کافر ہو جاتا ہے۔ مگر

مقاماتِ فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقشِ قدم دیکھتے ہیں

وہابی درندے اور سرحدی بھیڑیں

غرضکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے پہلے تو سید احمد کو پٹھانوں میں بکمال عیاری پیر و مرشد کی حیثیت سے متعارف کرایا ——— پھر "امیر المومنین" ——— قرار دے کر جہاد کے نام پر پٹھانوں سے ان کی بیعت لی ——— اس طریقہ سے بھی ہوس اقتدار نہ بجھی تو پھر سید صاحب کو ——— "مامور من اللہ" ——— قرار دے کر تمام مسلمانوں کا ——— "امام برحق" بنا ڈالا۔ اور غضب یہ کیا کہ ان خرافات پر ایمان نہ لانے والوں کے حق میں فتوۂ قتل جڑ دیا۔

وہابی لشکر جرار کے کمانڈر انچیف مولوی اسمٰعیل کا یہ نادر شاہی اعلان عام ہوتا تھا کہ ——— مسلم آبادیوں پر خونخوار وہابی درندے ٹوٹ پڑے ——— ہر طرف سنیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ ——— ہائے افسوس!

؎

تم نے تو یہ کہا تھا اجالا کرینگے ہم
تم نے تو سب چراغ گھروں کے بجھا دیئے

سکھوں سے جہاد کا چکر ——— سرحد کے سُنّی مسلمانوں سے ٹکر

؎

یہ کس کافر نے لی انگڑائیاں صحن گلستاں میں
قیامت چھپتی پھرتی ہے گلوں کے چاک داماں میں

مختصر یہ کہ ۱۷ جنوری ۱۸۲۶ء کو مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے پیرو مرشد سید احمد رائے بریلی اور مجاہدین کے لشکر جرار کے ساتھ ــــ گوالیار اجمیر، سندھ، بلوچستان، قندھار، غزنی، کابل، چار باغ، جلال آباد، اور پشاور ہوتے ہوئے علاقہ "ہشت نگر" پہنچے تھے جہاں سید صاحب کے "مامور من اللہ" ــــ "امام برحق" ــــ ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ بس یہیں سے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ کیا تماشہ ہے کہ ــــ سکھوں کے سارے مرکزی مقامات ــــ امرت سر اور لاہور وغیرہ کو چھوڑ کر، بلکہ پورے پنجاب کو نظر انداز کر کے ــــ ــــ صوبہ سرحد ــــ جا کر جہاد کا فریضہ ادا کیا جو ــــ "صحیح العقیدہ سُنّی حنفی" مسلمانوں کا گڑھ ہے ــــ جہاں کے پٹھان کٹر مسلمان ہوتے ہیں۔ اور فرنگیوں کے ازلی دشمن ہیں ــــ کیا غضب ہے کہ یہ وہابی جیالے انہیں سادہ لوح مسلمانوں سے جا ٹکرائے ــــ راستے بھر نہ انہیں کوئی ہندو ملا، نہ انگریز نظر آئے اور نہ ہی یہیں وہ سکھوں کے مقابل آئے !!!

تم آسمان کی بیٹی ہو اے سمن پیکر
مری زمین پہ کس مصلحت سے آئی ہو؟

اگر وہ سچے مجاہد تھے تو ــــ سکھوں کا قریبی مرکز "امرت سر" تو سامنے ہی تھا ــــ یہیں جہاد کا فریضہ ادا فرما لیا ہوتا ــــ مگر لطف کی بات یہ ہے کہ مجاہدین کے لشکر کی راہ میں تو اتنا بڑا صوبہ پنجاب بھی حائل نہ ہوا جہاں سکھوں کی باقاعدہ حکومت قائم تھی مگر وہابیوں کی عیاری کہ بکمال ہوشیاری سکھوں کے معروف مرکزی مقامات کا باہر ہی باہر

چکر لگایا طواف فرمایا آخرکار سرحد میں آکر "صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں" پر اپنی تیغوں کو آزمایا۔ ——— ! واقعی اس طرح فریضۂ جہاد ادا کرنے کے لئے انہوں نے "صحیح مقام" اور "صحیح لوگوں" کا انتخاب فرمایا۔ بھلا ایسا کیوں نہ کرتے کہ اس طرح وہابیوں کو انگریزوں کی وفاداری اور ہندوؤں کی خدمت گذاری کا بھی تو کچھ حق ادا کرنا تھا ———!

ے

"نظر کے سامنے ہیں گلشنِ عالم کی نیرنگیں
وہیں بجلی گری ہے جس گلستاں پر بہار آئی"

وہابی مجاہدوں سے سرحدی سُنّیوں

کی

اعتقادی جنگ

تجھ سے میں کس طرح اظہار عقیدت کرتا
لفظ سُوجھے تو معانی نے بغاوت کر دی

سرسید احمد خاں نے "وہابیوں کے مسائل کو اچھا نہ سمجھنے" کے جواز میں، ـــــ سُنی المذہب ـــــ حنفی پٹھانوں کے عقیدے کی پختگی" کا جو اعلان کیا تھا آپ کی نظر سے پہلے ہی گذر چکا ہے۔

اب اعتقادی اختلاف میں علمائے اہلسنت کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے شیخ محمد اکرم اعتراف کرتے ہیں :۔

"بعض "مخلص" قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریق بلکہ "عقائد" بھی کھٹکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ سرداران پشاور اور "علما" کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو گیا ـــــ مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دئے گئے"۔

ایسا نہ ہو کہ درد بنے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

(موج کوثر صـ۳۲)

مؤرخ دیوبند کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مجاہدین کے واجب القتل ہونے کے فتوے ـــــ اعتقادی اختلاف کی بنا پر دئے گئے تھے ـــــ آخر ـــــ "مخلص اور قدیم الخیال ہستیوں" ـــــ کو نام نہاد مجاہدوں کے عقائد کیوں کھٹکے ؟ ضرور کچھ گڑبڑ گھٹالا اور دال میں کالا تھا ـــــ یہ تو کچھ زیادہ ہی سنگین نوعیت کا معاملہ تھا ـــــ! ورنہ "واجب القتل" ہونے کا فتوے بڑی اہمیت رکھتا ہے ـــــ اور اسے

آخری حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے
سرحدی علمائے کرام میں مجاہدین کی مخالفت کا مرکزی کردار حضرت شیخ عبدالغفور اخوند سواتی نے ادا کیا:۔

"اخوند صاحب سوات کے بہت بڑے پیر
اور ملا تھے۔ حضرت سید احمد بریلوی کے حلقۂ ارادت
میں داخل ہو گئے تھے لیکن جب ان کے خلاف وہابیت
کا الزام لگایا گیا تو یہ نہ صرف ان سے علیحدہ ہو گئے
بلکہ عام روایت کے مطابق ان کی مخالفت میں سکھوں
اور پٹھانوں سے مل گئے۔" (مولوی محمد علی قصوری
ــــــ مشاہدات کابل و یاغستان ص۲۷)

یعنی اخوند صاحب نے وہابیت کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے اتحاد کر لیا تھا حالانکہ وہ ابتداء میں سیّد صاحب سے وابستہ تھے لیکن جب یہ سربستہ راز کھلا اور قصہ وہابیت کا چھڑا تو اخوند صاحب نہ صرف الگ ہوئے بلکہ پرزور مخالفت کی غرضکہ آپ کی مخالفت کی وجہ سے مریدین، علما خوانین اور عوام بھی مکمل کر وہابیت کے مقابل آ گئے۔ ؎

بے ثمر پیڑوں کو چومیں گے صبا کے سبز لب
دیکھ لینا یہ خزاں بے دست و پا رہ جائیگی

چنانچہ ایک پکے مسلمان خادی خان سے سیّد صاحب نے جو "جہاد" کیا تھا اس کی کڑی بھی "اخوند صاحب" سے ملتی ہے:۔

"خادی خان شہید حضرت مولانا اخوند عبدالغفور
قدس سرہ کے مخلص مرید تھے۔"

(تذکرہ اکابر اہلسنت از عبدالحکیم شرف قادری ص۲۴۸)

خود مورخ دیوبند بھی اعتراف کرتا ہے :

" زہد و ریاضت کی وجہ سے خادی خان کو بھی اخوند
عبدالغفور کے ساتھ عقیدت تھی "

(سید احمد شہید — از غلام رسول مہر — ص۴۸۶)

چنانچہ خادی خان نے وہابی مجاہدین سے جنگ کی اور اس معرکہ میں اپنی جان مسلک اہل سنت کی بقا کے لئے قربان کر دی ۔ ؎

قفس ہے دام ہے بھڑکی ہوئی ہے آتش گل بھی
اسی ماحول میں اندازہ پرواز ہوتا ہے

اسی طرح پٹھانوں کے دوسرے مشہور و معروف سردار سلطان محمد خان کی جب وہابی مجاہدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیانہ اعتقادی اختلاف کو دو ٹوک لفظوں میں یوں بیان کیا :

" جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں ۔ تم لوگوں
کا ——— عقیدہ برا ——— اور ——— نیت
فاسدہ ——— ہے ۔ بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو ———
دل میں امارت کی ہوس ہے "

(سید احمد شہید ۔ از غلام رسول مہر ص۶۱۴)

پس ثابت ہوا کہ سرحدی مسلمان وہابی مجاہدین کی مخالفت ان کی اعتقادی جدت اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے کی جراُت کی وجہ سے کرتے تھے ۔ اسمٰعیل دہلوی کی سرحدی مسلمانوں سے اعتقادی جنگ تھی ——— سرحد کے علماء اور عوام اسمٰعیلی جہاد اور مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے شدید

متنفر تھے۔ بالفرض محال اگر سید احمد اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس طرح ہندوستان و پاکستان ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام کے مسلمانوں کی اکثریت کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب القتل ٹھہرانا پڑے گا لیکن ——— آج کی دنیا میں کوئی ہوشمند تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ——— اور نہ ہی کوئی "قدیم الخیال" مسلمان ایسی جسارت کر سکتا ہے جس کے سامنے پہلے ہی سے یہ قانون شریعت موجود ہے کہ :-

"چاروں برحق اماموں کا زمانہ قرون ثلاثہ رہا ہے جس کی خیریت اور خوبی کی خبر سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ——— ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عطا کی ——— بارہ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان ان کی پیروی کر رہے ہیں ——— اس عرصہ میں ہزار ہا علماء اسلام اُن حضرات کے بیان کردہ ہر ہر مسئلے کو بار بار سیر کھ چکے ہیں۔ اور اس پر مہر تصدیق لگا چکے ہیں ——— ان حضرات کو چھوڑنا اور آٹھویں یا بارھویں صدی کے کسی فرد کو اپنا مقتدا بنانا ——— کہاں کی دانشمندی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ "سواد اعظم" کا ساتھ دو ——— بلکہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے :-

"میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی"

(زید ابو الحسن فاروقی ؛ مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویت الایمان ، مطبوعہ دھلی ۱۹۸۴ء ، صفحہ ۶)

لیکن وہابیہ کے نزدیک :-

"ان انگلیوں کو چومنا بھی بدعت میں شمار ہو
وہ جن سے خاک پہ نمو کی آیتیں لکھی گئیں"

مُسلم کش جہاد میں ہندؤوں کی مُعاونت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا تھا :

"یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان"

وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مشرکوں کو چھوڑیں گے

(صحیح بخاری بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ عرب میں خارجیوں نے نجدیوں اور وہابیوں نے "بت پرستوں" کو نظر انداز کر کے ——— "اہل اسلام" ——— کو قتل کیا ——— مگر "ہندی وہابیوں" نے اس سے بھی پانچ جوتے آگے بڑھ کر قدم رکھا ——— یعنی خون مسلم بہانے کے لئے ——— کافروں، مشرکوں اور بت پرستوں سے مدد لی۔

جی ہاں یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ :-

"مولوی اسمٰعیل دہلوی کا پرسنل سیکرٹری منشی "ہیرا لعل" تھا۔ اور ایک ہندو سپاہی ——— "راجا رام" ان کا معتمد خاص تھا ——— جو توپ خانہ کا انچارج ہُوا۔ ——— اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ (مسلمان پٹھان) دُرّانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔"

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے ——— حیات طیبہ ص ۴۳-۴۷)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ——— "ہیرا لعل" ——— اور "راجہ رام" ——— جیسے کافر و مشرک، دشمنانِ اسلام ہندو، جس کے سیکرٹری

اور معتمد خاص تھے وہ کافر نواز مجاہد، بھلا کس کے خلاف جہاد کرنے

چلا تھا ــــــــــــ؟

توپ خانہ کے انچارج ــــــ راجہ رام ــــــــ نے بھلا اس

بھرتی سے کس کے خلاف گولہ اندازی کی ــــــ؟؟

شاید اسمٰعیل دہلوی صاحب درانیوں ہی کو سکھ سمجھ بیٹھے تھے ــــ

نیز "ہیرالعل" اور راجہ رام" کو سید صاحب پکا سچا مومن مسلمان تصور

کرتے تھے! ــــــــــ

اے آسمان ٹوٹ پڑ ــــــــ اے زمین پھٹ جا ــــــ!

کہ اسلامی جہاد کے نام پر مسلمانوں کا ایسا قتلِ عام تو کبھی نہ ہوا تھا

ــــــــ!! ــــــ تاریخ آج تک ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے

اس خیانت کا کوئی جواب نہیں ــــــــ! دوسری بات یہ ہے کہ

ــــــ اگر سکھوں سے جہاد کرنا مقصود تھا تو پنجاب کا رخ کیا ہوتا

ــــــ بھلا سرحد میں یہ درندے کیوں در آئے؟

صرف اور صرف غیور مسلم پٹھانوں کے خون ناحق سے اپنی تلواروں کی

پیاس بجھانے کے لئے ــــــــ اور وہ بھی ہندو سپاہیوں اور

مہاجنوں کی پشت پناہی کے ساتھ ــــــ!!! جی ہاں! ــــــ اس

انتظام اور تیاری کے ساتھ کہ ان مسلم کش سورما مجاہدین تک ــــــ

"ترسیل زر" ــــــ کا سارا نظام ہی ہندو بنیا گیری کے بل بوتے پر چل

رہا تھا ــــــــ!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے مبارک محاسن تھے

جنہیں ظاہر کر کے ہندو مہاجنوں کی ہمدردیاں حاصل کی گئی تھیں جبکہ

ہندوؤں کو ــــــ "سکھا شاہی" ــــــ سے تو کچھ پرخاش بھی نہ تھی۔!!؟؟
پھر بھلا کافر مہاجنوں نے اس ــــــ "جہاد اسلام" ــــــ میں
سید صاحب کی معیشت بحال رکھنے کا بیڑا کیوں اٹھایا ــــــ؟؟؟
جسے آخر آخر وقت تک بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا ــــــ!!!
تاریخ کے مسخ کرنے والوں سے یہ تاریخ ہی کے محیر العقول سوالات
میں جو آج تک تشنۂ جواب ہیں۔

لیجئے خود وہابی محقق و مؤرخ[1] سے اس کی تفصیل سنئے :۔

"یہ دونوں کام "ترسیل زر" کی زنجیر کی مضبوط کڑیاں
تھے اور یہ امر قابل توجہ ہے ــــــ "ہندو مہاجنوں"
ــــــ کے ذریعہ یہ انتظامات ہوئے تھے۔
پٹنہ کے رام کشن، فتح چند، اور منوہر داس ــــــ
دہلی کے جگن ناتھ اور مکوند لال ــــــ بنارس

حاشیہ [1]:۔ مولینا غلام رسول مہر وہابیہ کے مایہ ناز مؤرخ سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بڑی عیاری سے تاریخ کو غلط رنگ دیتے ہوئے ہزاروں صفحے رنگ ڈالے مگر ان سوالات کا جواب مہیا نہ کر سکے اس ــــــ مولینا ــــــ کی تاریخی دیانت کا یہ گھناؤنا پہلو بھی سامنے آیا کہ اس زمانے کی سب سے زیادہ مستند ــــــ تاریخ تناولیاں ــــــ سے مجرمانہ اغماض برتا ــــــ باوجود یاددہانی کے اسے نظر انداز کیا۔ اور عذر یہ پیش کیا کہ عنقا ہے حالانکہ مرنے کے بعد مولینا بے مہر کے کتب خانے سے یہ تاریخ برآمد ہوئی اور آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے ــــــ (مقدمہ تاریخ تناولیاں)

کے لال چند کرم سنگھ، سامنت رائے اور شیو بخش
اور منورا ــــــ سرحد کے ستیو اور موتی کے
نام موجود ہیں ــــــ پٹنہ سے ایک لاکھ کی رقم صرف
ایک مہاجن منوہر رام کی معرفت بھیجی گئی تھی "

("ہندوستان میں وہابی تحریک"۔ از ڈاکٹر قیام الدین احمد ص۱۹۱)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ــــــ اگر یہ جہاد اسلامی تھا تو اس مہم جوئی میں ہندوؤں سے کیوں مدد مانگی گئی؟ ــــــ اور بت پرستوں کو اسلامی لشکر کے بڑے بڑے عہدوں پر کیوں فائز کیا گیا ــــــ ؟؟ مولوی حسین احمد مدنی اس کا جواب دیتے ہیں :-

"سید صاحب کا ہندو ریاستوں کی مدد اور شرکت
جنگ کی دعوت دینا ــــــ اور اپنے توپ
خانے کا افسر اعلیٰ راجہ رام راجپوت کو مقرر کرنا خود
اس کی دلیل ہے کہ ــــــ آپ ہندوؤں کو اپنا
محکوم نہیں بلکہ شریکِ حکومت بنانا چاہتے تھے۔

(حسین احمد مدنی نقش حیات ج: ۲ مطبوعہ کراچی ص۴۲۲)

دیکھا آپ نے؟ ؎

"خود آج اپنے دام میں صیاد آگیا"

ــــــ سید صاحب کے شریک حکومت ہندو ــــــ
اور اس کے لئے جہاد کیا گیا مسلمانوں سے؟ مسلمانوں! ــــــ للہ ذرا سوچو تو سہی کہ یہ کس قسم کا جہاد تھا ــــــ یہ تو سراسر فساد تھا۔ ــــــ
حسین احمد مدنی کا بیان آپ کے سامنے ہے تو پھر اگر یہ جہاد ہندوؤں

اور وہابیوں کی مشترکہ حکومت قائم کرنے ہی کے لئے تھا ـــــــ تو بھلا پھر "اسلام" بیچارے کو بیچ میں کیوں رگیدا گیا ـــــــ ؟ ـــــــ

ذرا سوچو تو سہی کہ اس کے بعد سید صاحب کے ـــــــ "اسلامی حکومت" ـــــــ قائم کرنے کے دعوے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ؟

اور اس کے حصول کے لئے اپنی ـــــــ "امامت وخلافت" ـــــــ کا جو چکر چلایا ـــــــ اسے سوائے "فراڈ" کے اور کیا کہا جائے گا ـــــــ ؟

غرض کہ اس نام نہاد جہاد کے سلسلے میں ایسی متضاد باتیں سامنے آتی ہیں جنہیں پڑھ کر اچھے خاصے مسلمان کو وحشت ہونے لگتی ہے کہ بھلا یہ کیسا جہاد تھا جو انگریزوں کی پشت پناہی سے اور ہندوؤں کی امداد کے سہارے چل رہا تھا لیکن آج کے دور کا المیہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہی فروغ پا رہا ہے اسی فریب کے تحت آج کے اسکولوں کالجوں اور کلیات وجامعات کے نصاب اسی "فراڈ" کے مطابق مدون ہوئے ہیں جو نئی نسل کو گمراہ کر رہے ہیں ـــــــ اس تلخ حقیقت کو سب سے پہلے مشہور مؤرخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے محسوس کیا اور ایک اجلاس میں برملا اعتراف کیا :۔

"اب تک جو تاریخ لکھی گئی ہے وہ سب یکطرفہ ہے"

ان کی مراد پاک وہند کی اس تاریخ سے تھی جو سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی اور بعض دیگر علماء کے حوالے سے لکھی گئی۔

میں تو چپ تھا مگر اب موج صبا کے ہاتھوں
پھیلی جاتی ہے ترے حسن کی خوشبو ہر سو

شیعوں سے پیار

ہندوؤں سے تو ان وہابی مجاہدین کی ملی بھگت کا احوال تو پڑھ لیا اب ذرا آپ ان کی ——— شیعوں ——— کے ساتھ عقیدت مندی کی داستان بھی سن لیجئے :-

”شیعوں سے کچھ پرخاش تو تھی ہی نہیں کہ خواہ مخواہ
انہیں ستاتے اور ان پر حملے کرتے ———
پیارے شہید تو اکثر اپنے وعظ میں شیعوں اور شیعی
مذہب کا ادب سے ذکر کرتے تھے“

بس دشمنی تھی تو حنفی المذہب اہلسنت سے تھی ورنہ ——— ”پیارے شہید“ ——— کو ”شیعوں“ کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور ”ہندوؤں“ سے تو ربط خاص تھا ——— اور ”انگریز“ تو تھے ہی ان کے مربی و مہربان آقا۔!

”ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے“

چنانچہ سید اینڈ کمپنی کی انگریزوں سے، ہندوؤں سے اور شیعوں سے غرض کہ سب سے الفت و محبت اور دوستی کے رشتے ناطے تھے بس تھی تو صرف اور صرف سنی مسلمانوں سے پرخاش تھی۔

چنانچہ ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب وہ سرحد پہنچ کر اپنی خون آشام تلوار نیام سے باہر نکال کر لہراتے ہیں اور ـــــ سنی مسلمانوں ـــــ کے خلاف اپنے پہلے جہاد کا اعلان فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کیخلاف وہابی جہاد

پھول بننے کی خوشی میں مسکراتی تھی کلی
کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے

فقیہہ اعظم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں:-

"سید صاحب نے پہلا جہاد ـــــ مسمی یار محمد خاں ـــــ حاکم یاغستان سے کیا تھا"

(تذکرۃ الرشید ج:۲ ص: ۲۷۰)

اور یہ تو سرسید احمد خاں کے بیان سے پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے کہ ـــــ "حاکم یاغستان ـــــ سنی المذہب حنفی مسلمانوں کا نمائندہ تھا" پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ـــــ "فقیہہ اعظم دیوبند" ـــــ نے اس پر ـــــ "جہاد" ـــــ کا اطلاق کیسے کر دیا؟ ـــــ "جہاد" تو غیر مسلموں سے ہوتا ہے بہر حال ؎

"جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے"

مسلمانوں کے خلاف لفظ "جہاد" کا استعمال اگر ـــــ "فقیہہ اعظم دیوبند" ـــــ کے قلم سے نہ ہوگا تو پھر کسی ـــــ ہندو یا انگریز ـــــ

کے قلم سے ہوگا ــــــــ اور جہاد بھی کیسا؟ ــــــــ "مسلم کش کامیاب جہاد" ــــــــ!!! جس کی مبارک تفصیلات بیان کرتے کبھی نہیں تھکتے ــــــــ کچھ آپ بھی سنئے:-

"مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں درانیوں کی طرف پھیر کر فیر کرنے شروع کئے ــــــــ

ــــــــ ایک وفادار ہندو جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا گولہ اندازی پر مقرر ہوا اس نے اس پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ درانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ــــــــ

ــــــــ ادھر مولانا شہید ان پر ٹوٹ پڑے جتنے درانی (مسلمان) مارے گئے ان کی تعداد ٹھیک معلوم نہیں ــــــــ ہاں جن مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے وہ چار سو سے زیادہ تعداد میں تھے"

(حیات طیبہ صـ۳۲۱-۳۲۲)

مخبر یزید کا جوش جہاد ملاحظہ فرمایا کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو قتل کرایا ــــــــ اس طرح نہ اسلام گیا، نہ ایمان پر حرف آیا ــــــــ بھلا کوئی بتائے کہ ان چار سو سے زیادہ مسلمانوں کا خون ناحق کس کی گردن پر آیا ــــــــ؟؟؟

بہر حال اگر کسی کے دل میں ذرا سی بھی غیرت ایمانی موجود ہے تو وہ مسلمانوں کے خلاف سید صاحب کا جذبہ جہاد ملاحظہ کرے:-

"خود توپ کھنچوا کر ایک اونچی جگہ پر لائے ــــــــ

خود شست باندھی ــــــــ پہلے ہی گولہ میں دوسو اڑ گئے"

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر صـ۲۵۲)

ایک ایک وار میں دو دو سو مسلمانوں کو اڑانے والا ـــــــ قاتل

اسلامیان ـــــــ بھلا کس طرح ـــــــ خادمِ اسلام ـــــــ ہو سکتا ہے ؟ جس نے مسلمانوں پر ایک دو بار نہیں بلکہ نوّ بار اس قسم کی چڑھائی کی۔

اس طرح سید صاحب اسلام کی ـــــــ "نشاۃ ثانیہ" ـــــــ فرماتے رہے ـــــــ اور اس کے صلہ میں مسلمانوں کے مال و اموال لوٹتے رہے۔

بہاریں بھی نہیں کوئی شاخِ گل محفوظ
چمن کا حسن ہے مفلس کی آبرو کی طرح

مسلمانوں کا مال سید صاحب کے لئے "مال غنیمت" تھا

جی ہاں ! سنئے :-

" مولانا نے ـــــــ " مال غنیمت " ـــــــ جمع کرایا " مال غنیمت " میں یار محمد خاں کے کچھ کاغذات بھی ملے "

(سید احمد شہید ص ۲۰-۲۹-۵۲۷)

اسلام نے تو مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کر دیا ہے ـــــــ مگر یہ کیسا مجاہد ہے جو مسلمانوں کے مال و اموال کو اپنے لئے ـــــــ مال غنیمت ـــــــ سمجھتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ٥

سردار سلطان محمد خاں سے جہاد

ہم کبھی نہ چھوڑیں گے بات برملا کہنا
ہاں نہیں شعار اپنا درد کو دوا کہنا

۲۱ ربیع الاول ۱۸۲۹ء کو حاکم پشاور سلطان محمد خان کے نام ایک اطلاع نامہ بھیجا اس کے جواب میں سردار موصوف نے دو ٹوک جواب دیا۔

"تم لوگوں کا ——— عقیدہ برا ——— اور ——— نیت فاسدہ ——— ہے۔ بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو دل میں امارت کی ہوس ہے"

("سید احمد شہید" از غلام رسول مہر ص ۲۱۴)

سلطان محمد خاں کے اندیشے صحیح ثابت ہوئے چنانچہ ۱۸۳۰ء میں سید احمد نے سلطان محمد خاں کی عملداری ——— پشاور اور کوہاٹ پر چڑھائی کردی ——— اس مہم میں دو ہزار مسلمانوں کو وہابیوں نے شہید کیا اور ایک ہزار مسلمان مجروح ہوئے آخرکار سلطان محمد خاں کو شکست فاش ہوئی!

(تفصیلی حوالہ کے لئے دیکھئے: تواریخ عجیبہ ص ۱۲۹، جعفر تھانیسری)

انگریزوں اور سکھوں کے مشترکہ دشمن

سردار پائندہ خاں کے ساتھ جہاد

انگریزوں کی پشت پناہی اور ہندوؤں کی سرپرستی سے "جب یہ مسلم کش جہاد" کامیابی سے ہمکنار ہوا تو "خونخوار وہابیوں" کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے کہ وہ یکے بعد دیگرے مسلم آبادیوں کو تہس نہس کرنے لگے۔

حاکم باغستان کے بعد مجاہدوں کا دوسرا شکار ــــــــ سردار
پائندہ خان ــــــ تھا "تاریخ تناولیاں" میں ہے ۔

" لشکر سکھاں نام پائندہ خاں سے مانند بید
تھر تھراتے تھے "
(صفحہ ۲۴)

کیا ستم ہے کہ سردار پائندہ خاں جیسے سکھوں کے جانی دشمن
کو محض اس لئے کافر قرار دے کر قابل گردن زدنی ٹھہرایا گیا کہ اس نے
وہابیت کے نام پر بیعت نہ کی تھی ــــــ جی ہاں ! سید صاحب کی بیعت
نہ کرنے کی یہ سزا کہ پورے قبیلے کو تہ تیغ کر دو اور پھر لطف یہ کہ مسلمانوں
کے اس قتلِ عام کو جہاد کا زریں نام دے دو ۔

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

اسلام کے نام پر اس سے بڑھ کر عیاری مکاری اور فریب کاری بھلا
کیا ہوگی کہ صرف بیعت نہ کرنے کے قصور میں دشمنِ کفار ، مسلم سردار پائندہ
خاں سے جنگ کی ــــــ اس کے علاقہ کو تاراج کیا ــــــ اس پر غاصبانہ
قبضہ جمایا ــــــ اور اس تمام کارروائی کو عین اسلام قرار دیا جی ہاں !
اگر یقین نہ آئے تو اس زمانہ کی سب سے زیادہ مستند " تاریخ تناولیاں "
پڑھیئے اور سر دھنئے ۔ چنانچہ تاریخ کے اپنے الفاظ ہیں : ۔

" بنظرِ مصلحت خلیفہ موصوف بمعہ اسمٰعیل بمقام موضع
عشرہ ، پائندہ خاں سے ملاقی ہوا اور وقت ملاقات
خلیفہ نے کمالِ چرب زبانی و شیریں بیانی سے تذکرہ
بیعت کا چھیڑا مگر سردار موصوف نے سوائے لعت ولعل

جواب صاف نہ دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ القصہ پھر تو
خلیفہ نے نسبت پائندہ خاں ملتوی کفر کا دیکھ مع
مولوی محمد اسمٰعیل لشکر نمازیاں برہموتی سربلند خاں
و ممدو خاں عزم جنگ" پائندہ خاں" پر مستعد ہوئے

(تاریخ تناولیاں صفحہ ۴۹)

اس طرح سکھوں سے جہاد کرنے کے بجائے وہابی مجاہدین، سنی مسلمانوں کے خلاف مشق جہاد فرمانے لگے ـــــــ اگر اس جوشِ جہاد یعنی شوق فساد کے خلاف کوئی سر اٹھاتا تو اس کا سر کچل دیا جاتا۔ چنانچہ اگر کسی پٹھان سردار نے سنی پٹھانوں پر اس ظلم و تشدد کے خلاف ذرا سا احتجاج کیا تو خونخوار وہابی مجاہد اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پٹھان سردار کے پورے قبیلے کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

یہی نیرنگ عالم ہے تو پھر اک دن اندھیرا ہے
زمیں میں کیسے کیسے چاند پنہاں ہوتے جاتے ہیں

چنانچہ بڑی ارزانی سے پانی کی طرح خونِ مسلم بہایا گیا! ـــــــ مسلمانوں کی املاک کو لوٹا گیا! ـــــــ مسلم خواتین کی عزت و ناموس کو سرِعام نیلام کیا اور ستم یہ کہ یہ سب کچھ نفاذ اسلام کے نام پر ہوا ـــــــ!!! سید صاحب جو بزعم خود وہابیوں کے ـــــــ "امیر المومنین" بنے بیٹھے تھے ـــــــ مسلمانوں سے جنگ کو ـــــــ جہاد فی سبیل اللہ ـــــــ قرار دیتے تھے۔ اور اس میں حاصل شدہ مال کو ـــــــ "مالِ غنیمت" گردانتے تھے کیونکہ وہ سرحدی مسلمانوں کو حقیقی کافر و مشرک جانتے تھے ورنہ ـــــــ "مال غنیمت" ـــــــ کی اصطلاح استعمال نہ کرتے

کیونکہ اسلام نے تو مسلمانوں پر مسلمانوں کی عزت و آبرو و مال و دولت اور خون کو حرام کر دیا ہے مگر سید صاحب کو سرحدی مسلمانوں کا خون بہا کر الٹی خوشی ہوتی تھی۔ انتہا یہ ہے کہ سید صاحب سکھوں کی شکست سے اسقدر خوش نہیں ہوتے تھے جس قدر مسلمانوں کی تباہی سے مسرور ہوتے تھے ـــــ مسرت کی انتہا دیکھیے کہ مسلمانوں کی تباہی پر دوگانہ شکر ادا کیا ـــــ جی ہاں! ـــــ جب سکھوں کو جنگ اکھوڑہ میں شکست ہوئی تو سید صاحب نے نماز شکرانہ ادا نہ کی مگر اس کے برعکس ـــــ "جنگ زیدہ" ـــــ میں سرحدی مسلمانوں کو شکست ہوئی تو :۔

"پنجتار پہنچے ہی سید صاحب نے سب سے پہلے مسجد میں جا کر دوگانۂ شکر ادا کیا"

(سید احمد شہید ص۴۵۲)

یہ وہی سید صاحب ہیں نا ـــــ جنہیں سکھوں سے جہاد کرنے کا خدا کی طرف سے "الہام" ہوا تھا ـــــ لیکن اب حالت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے کامیاب قتلِ عام پر نماز شکرانہ ادا فرما رہے ہیں ـــــ! معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو "امیر المؤمنین" کہنے والوں کی مت ماری گئی ہے کہ وہ سید صاحب کی ہر حرکت کو ادائے دلبری قرار دے رہے ہیں ـــــ خباثت کو بھی کرامت کہہ رہے ہیں اور اب تک یہ عالم ہے کہ

تمازت آفتاب زندگی سے ہو گئی رخصت
ابھی تک لوگ زیر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

سکھوں سے زیادہ خطرناک سُنی حنفی مسلمان

منجدھار تک پہنچنا تو ہمت کی بات تھی
ساحل کے آس پاس ہی طوفان بن گئے

اس سلسلے میں یہ عجب فلسفہ پیش کیا کہ پہلے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جائے پھر سکھوں سے نبٹا جائے گویا کہ سکھوں سے زیادہ خطرناک دشمن ——— سنی حنفی مسلمان ——— ٹھہرے ——— پہلے انہیں ٹھکانے لگایا جائے ——— بھلا برادر کشی کی اس سے بدتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

ے
" وہیں پر برق گرتی ہے جہاں اپنا نشیمن ہو
کہاں تک اب بھلا ہم روز شاخِ آشیاں بدلیں

انوکھا سیّد بھلا یہ کیسا سید تھا جو سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی کافر و مشرک پر بڑھکر حملہ نہ کیا مگر یہ جب بھی کرتا تھا سچے پکے مسلمانوں پر چڑھائی کرتا تھا ——— مسلم آبادیوں پر سوتے میں شب خون مارنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا ——— کر حنفی مسلمانوں کا خون بہا کر بڑا خوش ہوتا تھا ——— سنی مسلمانوں کی شکست پر سجدۂ شکر ادا کیا کرتا تھا ——— ان کی املاک کو مالِ غنیمت قرار دے کر لوٹتا تھا ——— ان کی مجبور مسلم خواتین پر قبضہ جما کر ان پر تصرف بے جا کرتا تھا ———

" دیوانے اس بہار کو کیا نام دیں کہ جب
صحرا تمام خون کا دریا دکھائی دے "

اسمٰعیل کی دہشت گردی

مسلمانوں کی پرامن بستیوں میں اس خونخوار درندے نے جو تباہی مچا رکھی تھی اس کی وجہ سے:۔

"اس کا ایسا خوف چھایا ہوا تھا کہ درانیوں کی عورتیں
اپنے بچوں کو اسمٰعیل کے نام سے ڈراتی تھیں،،

(تاریخ تناولیاں)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شفقت و محبت کا یہ عالم کہ وہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کو گود میں لے کر چومیں، پیار کریں اور اپنے سینے سے لگائیں ——— اس کے برعکس اس ظالم خونی بلا کے نام سے مسلم خواتین اپنے معصوم بچوں کو ڈرائیں اس سے زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ ——— اکابرین دیوبند پھر بھی اس خونخوار عفریت کے خونی کارناموں کو سراہیں! ——— مسلمانوں کے قاتل کو "موحد اعظم،، کا سنہرہ تاج پہنائیں اس کے اعزاز میں جلسے کرائیں ——— اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لیے سیمینار سجائیں ——— اور خدا اور رسول سے ذرا نہ شرمائیں)

بہرحال حکومت کے زور پر سنی پٹھانوں کو وہابیت قبول کرنے پر مجبور کیا جارہا تھا مگر سنی پٹھان کسی طرح عقائد اہلسنت سے انحراف پر آمادہ نظر نہ آتے تھے

ٹوک دیتے ہیں تجھے ہر کرم بے جا پر
تیری محفل میں گنہگار تک آپہنچے ہیں

یہ دیکھ کر کہ پٹھان ان کے آگے سر نہیں جھکاتے، وہابی عاملوں نے ان پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے اس سلسلے میں مورخ وہابیہ

شیخ محمد اکرم کی تصدیق ملاحظہ فرمائیے :-

"ایک موقع پر مذکورہ جماعت کے ایک قاضی
سید محمد جہاں کے اس ارشاد پر کہ ــــــ جو
اہل رسوم، خدا اور رسول کے خلاف، باپ دادا
کی ریت پر چلتے ہیں وہ عملاً ــــــ کافر
ــــــ ہیں ــــــ (اس ارشاد
پر) کسی نے کہہ دیا کہ ــــــ "منیۃ المصلی"
ــــــ میں اہل رسوم کو کافر نہیں کہا گیا
تو اس کا جواب گھونسوں سے دیا گیا اور قاضی موصوف
نے اس وقت تک معترض کو نہ چھوڑا جب تک
اس نے دوبارہ کلمہ نہ پڑھ لیا ــــــ
بالفاظ دیگر اسے مسلمان نہ بنا لیا گیا"۔

(موج کوثر صـ۲۱)

اور دنیا سے بھلائی کا صلہ کیا ملتا
آئینہ میں تے دکھایا تھا کہ بہتر ہے۔

زبردستی نکاحِ بیوگاں

اس طرح دیتے ہیں دادِ حسنِ گل
توڑ کر رکھتے ہیں گلدانوں میں لوگ

"نوساختہ اسلام" کی "خودساختہ شریعت" ـــــ کو نافذ کرنے والے وہابیوں نے جس طرح راسخ العقیدہ سُنّی حنفی مسلمانوں کے ـــــ "قتل عام" کو "جہاد فی سبیل اللہ" قرار دیا تھا بالکل اسی طرح پٹھانوں کی نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے راستوں سے اٹھا کر لے گئے اور ایک طرفہ طور پر ان سے "نکاح کر کے وصل کا شوق پورا" فرمالیا ـــــ اور اس جرم قبیح کو احیائے سنّت کا مقدس نام عطا فرما دیا ـــــ اور لطف یہ کہ بڑے خشوع و خضوع سے علمائے دیوبند نے اس شیطانی فعل پر اپنی زرین مہر تصدیق بھی ثبت فرمادی۔ ـــــ بھلا اس ڈھٹائی کا کیا کہنا! لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حالانکہ شریعت کی رو سے ـــــ انعقاد نکاح کے لئے ـــــ "طرفین کی رضامندی" ـــــ اور ـــــ "گواہوں کے روبرو" ـــــ "بلا جبر و اکراہ" ـــــ "ایجاب و قبول" ـــــ شرط ہے!!! لیکن وہابی مجاہدین نے تو کھلم کھلا اس اصولِ شرع کے خلاف بغاوت کر دی۔ اپنی شریعت خبیثہ کا بالجبر اعلان کرتے ہوئے وہابی شہدے مسلمان دوشیزاؤں کی عفت و عصمت کا سرِعام پردہ چاک کر رہے تھے اور خدا اور رسول سے ذرا نہیں ڈر رہے تھے ـــــ جی ہاں! ـــــ

> "دیکھا گیا کہ عام طور پہ دو تین دوشیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں۔ مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھا لیا۔"

(حیات طیبہ صـ ۲۸۲۔ مرزا حیرت دھلوی)

مفتیانِ دیوبند بتائیں کہ ـــــ اگر یہ نکاح ہے تو پھر ـــــ

____ "زنا بالجبر" کسے کہتے ؟

شہوت و بربریت سے بلے قابو مجاہدین معصوم دوشیزاؤں پہ اپنی جبر و تشدد کا خوفناک مظاہرہ کر رہے تھے۔ اس سلسلے میں مجبور والدین کو ڈراتے دھمکاتے اور اپنے نفس کی آگ بجھانے کے لئے بزور شمشیر بیچاری لڑکی کو کھینچ کھانچ کر مسجد میں لے جاتے اور وہاں جاکر خود ہی یکطرفہ طور پر اعلان فرمادیتے کہ ____ مابدولت نے اس مسکین دوشیزہ کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا ہے باالفاظ دیگر اپنی ہوس کاری کا نشانہ بنا کر زنا بالجبر کا شوق پورا کرلیا ہے ____ اس فعل بد کی بیہودہ تفصیلات بتاتے ہوئے ان کے اپنے مداح مؤرخ مرزا حیرت بغیر کسی حیرت کے لکھتے چلے جاتے ہیں :-

"ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو
____ مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ
نہیں ____ ہونا چاہیے ____ آخر
ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے
اس کے سوا ان کو چارہ نہ تھا ____ !"

(حیات طیبہ صفحہ ۲۵۵)

وہابی مؤرخ کی اس مختصر سی عبارت میں مجبور لڑکیوں کی کس قدر ____ "دردناک داستانیں" ____ ! اور وہابی مجاہدین کی کتنی ____ "شرمناک رودادیں" ____ پوشیدہ ہیں ____ ! ____ !! ____ !!!

ے "ٹوٹتی کلیوں کے ماتم میں ہوا روتی رہی
پھول کے چہرے پہ لکھی ہے کہانی رات کی

شریعت کی پردہ دری اور مسلم مستورات کی اس بے عزتی پر مولینا عبید اللہ سندھی چپ نہ رہ سکے اور یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ:۔

"خرابی یہ ہوئی کہ امیر شہید کے دعوئے خلافت
کی اشاعت کرنے والے ہندوستانی اپنی حاکمانہ
قوت دکھا کر بہ جبر، افغان لڑکیوں سے نکاح کرنے لگے"
(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص۱۰۱)

غرضکہ بددین وہابیوں کی ہوس کاری کے کس قدر تاریخی حوالے دیئے جائیں پھر بھی ایمان وآگہی سے محروم وہابی نواز مورخین نہ اس حقیقت کو مانتے ہیں نہ مانیں گے بہرحال مجاہدین کی اس بہادری کی داد دیجئے کہ یہ مجاہدین اسلام، ظالم سکھوں سے زور آزمائی کرنے گئے تھے لیکن غریب مسلمانوں کی کمزور لڑکیوں پر زور آزمائی فرمانے لگے واہ ری مجاہدانہ مسلمانی

غرضکہ زبردستی شادیاں رچانے کے جہاد میں جو مصروف ہوئے تو مجاہدین کو نہ تقویت الایمان کی تبلیغ یاد رہی اور نہ سکھوں کے خلاف جہاد کا "الہام" یاد رہا۔ بقول شاہ نصیر:۔

کلام اللہ کی صورت ہوا دل ان کا سیپارہ
نہ یاد آئی حدیث ان کو نہ کوئی نص قرآنی

اپنی عورتوں کے سلسلے میں
سیّد صاحبؒ کی مصلحت کوشی

سید صاحب یوں تو نکاح بیوگان کا بڑے زور و شور سے پرچار کیا کرتے تھے اور اس کے نفاذ کے لئے جہاد کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مگر اپنی عورتوں کے بارے میں بڑے مصلحت کوش واقع ہوئے تھے۔

جی ہاں ——— ذرا دیکھئے تو سہی " بلبنجتار " پہنچ کر مایوسی کے عالم میں اپنی خود کی بیویوں کو کیا وصیت فرما رہے ہیں کہ :—

" اگر اس جہاد میں میرا جام حیات لبریز ہو جائے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ حرمین شریفین چلی جاؤ اور کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرو "

(" سید احمد شہید " صفحہ ۵۶۸ از غلام رسول مہر)

دیکھا آپ نے ؟ ——— آخر وقت سید صاحب نے کیسا ظلم ڈھایا شریعت وہابیہ پر یہ وصیت تک نہ فرمائی کہ تم میں سے بعض نوخیز و نوجوان ہو ——— میرے بعد ——— " نکاح ثانی " ——— کا فریضۂ اوّل ادا کرنا اور جہاں تمہارے نئے شوہر تمہیں رکھیں وہاں خوش خوش رہنا۔

——— ساری زندگی مجھ ضعیف کی موت کا غم لئے نہ بیٹھی رہنا کہ یہ انتہائی شرک ، بدعت ہے ——— لیکن کیا غضب ہے کہ یہ شرک و بدعت تو صرف سرحدی دوشیزاؤں پر لاگو ہوتی تھی ——— لیکن اب معاملہ

دوسرا انقا ــــــــ دوسروں کی رانڈ بیواؤں سے زبردستی نکاح ثانی کر کے احیا سنت کرنے والے مصلح ملت اب اپنی خود کی جوان بیواؤں کو حرمین شریفین میں بقیہ عمر اللہ اللہ کرتے گذار دینے کی تلقین فرمار ہے تھے اور خود اپنی خانہ ساز شریعت سے بھی نہیں شرمار ہے تھے چنانچہ اس دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد وہابی پیر کی بیویاں ــــــــ سیدہ ولیہ ۱۶ سال ــــــــ سیدہ زہرہ ۲۲ سال ــــــــ اور سیدہ فاطمہ ۲۹ سال کے طویل عرصہ تک بیوہ رہنے کے گناہ میں مبتلا رہیں اور سید صاحب کے عذاب قبر میں مسلسل اضافہ کا باعث بنی رہیں! ــــــــ!! ــــــــ!!!

آخر شریعت وہابیہ نے اس طرح خود اپنے گھر ہی میں دم توڑ دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مسلمانوں سے آخری جہاد

کیسے کر سکتی ہے اس ظلم کو تاریخ معاف!
میرا گھر لوٹنے والے مرے ہمسائے تھے!

مسلک وہابیہ کی رو سے دنیا کے تمام "سنی مسلمان" ——— بدعتی، مشرک، کافر اور لائق گردن زدنی ہیں۔ ان کے مسلک میں جو شخص ان کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم نہ کرے وہابیہ کے نزدیک اس کا قتل واجب اور کار ثواب ہے۔

چنانچہ سب سے آخر میں سید صاحب نے علاقہ ——— "پنجتار" کے رئیس فتح خانصاحب پر "جہاد" ٹھونسا جس میں بڑی بہادری سے وہابی مجاہدین نے سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا لیکن افسوس انہوں نے یہ نہ سوچا

؎ جو جلاتا ہے کسی کو خود بھی جل جاتا ہے ضرور
شمع بھی جل جاتی ہے پروانہ جل جانے کے بعد

لہٰذا جب پٹھانوں پر وہابی مجاہدین کے مظالم کی انتہا ہو گئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ جن کو ہم نے ——— "مجاہدین اسلام" ——— سمجھ کر ہر ممکن مدد دی، وہی ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کے لاگو ہو گئے انتہا یہ کہ ہمارے دین و ایمان تک کو غارت کر دینے پر تلے ہوئے ہیں تو سارے پٹھانوں نے ملکر خونخوار وہابیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھرپور اجتماعی کوشش کی آگے کی داستان مولینا عبید اللہ سندھی کی زبان سے سنیئے۔

"چنانچہ ایک معین رات میں امیر شہید کے تمام مقرر کردہ اہل مناصب قتل کر دیئے گئے اور حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔
امیر شہید اس واقعہ سے کہ قاضی، مفتی، حاکم سپاہی غرض کہ ساری جماعت قتل کر دی گئی تھی بہت متاثر ہوئے"
(شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص ۱۱۵-۱۱۶)

بہرحال اب کیا ہوسکتا تھا ہر فریب کاری اور دغا بازی کا آخر کار یہی انجام ہوتا ہے۔ اصول فطرت اٹل عادلانہ اور سب کے لئے یکساں ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان دوسروں کے لئے ببول بوئے اور خود گندم کاٹے ؎

گندم از گندم بروید جو زجو
از مکافات عمل غافل مشو

اس صورت حال نے سید احمد کو سخت مایوس کیا مایوسی کی حالت میں انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:۔

" میں اب اس سرزمین کو چھوڑنا چاہتا ہوں ــــــ
یہ نہیں بتا سکتا کہ کہاں جاؤں گا ــــــ میں
آپ کو رخصت دیتا ہوں آپ مجھے رخصت دیں ــــــ
مگر چند رفیق جو باقی رہ گئے تھے وہ آپ کے ساتھ رہے
مایوس ہو کر آپ چل پڑے ...... آگے بڑھ کر
بالاکوٹ پر قبضہ کیا۔ پھر مظفر آباد فتح کیا ــــــ
سکھ سید احمد کے خلاف چونکہ مسلمانوں کی مدد کر چکے
تھے اس لئے سکھوں کے خلاف اس جنگ میں مقامی
مسلمانوں نے بھی مدد کی۔ اس لئے فیصلہ کن جنگ
ہوئی اور بالاکوٹ کے ایک حصہ میں محصور مولوی
اسمٰعیل دہلوی اور ان کے سارے رفقاء مارے گئے

(حزب ولی اللہ کی تاریخ کا مقدمہ از مولانا عبید اللہ سندھی ص ۱۱۰-۱۱۱ ملخص)

سرسید احمد خاں بھی اعتراف کرتے ہیں:۔

" ہندوستان کے گوشہ شمال مغرب کی سرحد پر

جو قومیں رہتی ہیں وہ ـــــــ "سنی المذہب حنفی"
ـــــــ ہیں . . . . . . لیکن چونکہ یہ قوم
ـــــــ "مذہبی مخالفت" ـــــــ میں
ـــــــ "نہایت سخت" ـــــــ ہے
اس سبب سے اس قوم نے اخیر میں ـــــــ
"وہابیوں" ـــــــ سے ـــــــ "دغا"
ـــــــ کرکے سکھوں سے اتفاق کرلیا اور
مولوی اسمٰعیل صاحب سید احمد صاحب کو شہید
کردیا" ـــــــ

سرسید نے صحیح لکھا ـــــــ "سرحدی مسلمان" واقعی کٹر ـــــــ "سنی المذہب حنفی" ہیں اور اپنے عقائد میں انتہائی درجہ پختہ ہوتے ہیں۔ بیشک انہوں نے سکھوں سے اتفاق کرلیا تھا اور وہابیوں سے دغا کی لیکن ـــــــ "حنفیت وسنیت" ـــــــ سے وفا کی ـــــــ اپنے ـــــــ "دین وایمان" ـــــــ کو بچانے کے لئے سرحدی مسلمان یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوئے۔ بلکہ وہابیہ نے انہیں ایسا کرنے پر خود ہی مجبور کردیا۔ اس وقت مسلمانوں کے سامنے دو طاقتیں تھیں:۔

ایک تو ـــــــ "مارجاں" ـــــــ تھی!
اور دوسری ـــــــ "مارایماں" ـــــــ تھی!
سرحد کے ـــــــ "سنی المذہب حنفی مسلمانوں"
نے ـــــــ "مارجاں سکھوں" ـــــــ سے ـــــــ "مار ایماں
وہابیوں" ـــــــ کو ختم کرنے کے لئے اتحاد کرلیا تھا!۔

سرحد کے سنی مسلمانوں نے اگر ایسا کیا تو کیا برا کیا؟ ـــــــ اس سے پہلے وہابی مجاہدین نے بھی تو یہی کچھ کیا تھا! بلکہ اس سے بڑھکر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی متشدد وہابیت کو سنی مسلمانوں پر نافذ کرنے کیلئے انگریزوں سے اتحاد کیا تھا ـــــــ وہ "انگریز" ـــــــ جو مسلمانوں کے لئے ـــــــ "مار جاں" ـــــــ بھی تھا اور ـــــــ "مار ایماں" ـــــــ بھی تھا!

اس طرح انگریز کی کامل حمایت اور ہندوؤں کی مکمل مدد سے مجاہدوں نے وہابی عقائد قبول نہ کرنے کے جرم میں سرحدی مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا پھر بھلا سرتا کیا نہ کرتا؟ ـــــــ سرحدی مسلمانوں کو اپنا "ایمان" بچانے کے لئے اپنے "دشمن جاں" ـــــــ سکھوں سے امداد لینا پڑی ـــــــ

نتیجہ یہ کہ ۶ جولائی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں جمعہ کے دن زبردست جنگ ہوئی جس میں سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اپنے رفقاء سمیت ہمیشہ کے لئے سو گئے ـــــــ لیکن اپنے مکروفریب سے وہابیت کا وہ فتنہ جگا گئے کہ جس کے سبب اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہوا اور مسلمانوں کی یکجہتی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی نتیجہ یہ کہ آج تک مسلمان آپس میں اپنے دینی بھائیوں سے دست بگریباں ہیں ـــــــ ان تاریخی حقائق کے نام نہاد مؤرخ غلام رسول مہر کے کذب وافترا سے متاثر ہو کر نادان لوگ اس ـــــــ "مسلم کش فساد" ـــــــ کو "جہاد" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اسے ہندوستان میں "احیاء دین" کی عظیم تحریک قرار دیتے ہیں۔

اسمٰعیلی جہاد کا

خلاصۂ کمال و زوال

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

———— "اسمٰعیلی لشکر" نے سب سے پہلے جہاد میں "زیدہ" کے مقام پر "سردار یار محمد خاں" پر فتح پائی۔

———— ۱۸۳۰ء کو سردار سلطان محمد خاں پر جہاد تھوپا اور پشاور ، اور کوہاٹ پر قبضہ جمایا ———— اس مہم میں دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک ہزار مجروح!

(تواریخ عجیبیہ صـ۱۴۹)

———— سکھوں کے سب سے بڑے دشمن سردار پائندہ خاں تناولی کو شکست دے کر مسلمانوں کی عملداری "امب" اور "عشرہ" پر قبضہ کر لیا ———— !

———— "مایار" کے مقام پر آٹھ ہزار درانی مسلمانوں کو خاک و خون میں نہلا کر انہیں شکست فاش سے ہمکنار کیا۔

(غلام رسول مہر۔ دائرۂ معارف اسلامیہ۔ مطبوعہ لاہور)

———— سب سے آخر میں رئیس فتح علی خانصاحب سے جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔

——— اس کے علاوہ وہابی مجاہدوں نے مسلم آبادیوں پر کئی شاندار شب خون مارے اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ان کا سارا مال و متاع لوٹ لیا یہ تھا اسمٰعیلی جہاد کا شاندار کارنامہ!

غرضکہ اسمٰعیلی لشکر نے پہلا شب خون ——— اکوڑہ ——— میں ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء کو مارا تھا اور آخری معرکہ ——— بالاکوٹ ——— میں ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو ہوا ——— جس میں بہت سے ——— ننگ دین وننگ وطن ——— وہابیہ کے ساتھ سرغنۂ غداران ملک وملت سید احمد بریلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا بھی کام تمام ہو گیا۔

اس ساڑھے چار سالہ درمیانی عرصہ میں پندرہ جنگیں لڑی گئیں مگر آپ کو یہ سنکر تعجب ہو گا کہ ان میں سے سکھوں کے خلاف تو باقاعدہ صرف ایک ہی لڑائی ہوئی ——— باقی چار شبخون مارے گئے ———

لیکن اس کے علاوہ ساری کی ساری جنگیں مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خلاف لڑی گئیں ——— جس میں بڑی فراخ دلی سے خون مسلم بہایا گیا اور کسی مسلمان پر ذرا رحم نہ کھایا گیا ان کی املاک کو لوٹا گیا ——— ان کے معصوم بچوں کو غلام بنا لیا گیا اور ان کی عورتوں کو تصرف میں لایا گیا ——— یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

ے "چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتل شہر میں
یہ مزار اہل صفا کے ہیں، یہ ہیں اہل صدق کی تربتیں"

پس ثابت ہوا کہ اسمٰعیلی جہاد حقیقتاً سکھوں کے خلاف نہ تھا بلکہ انگریز کی شہ پر، اس جہاد کی آڑ میں جنگجو پٹھانوں کا زور توڑنا مقصود تھا اس طرح

وہاں ـــــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــــ قائم کرکے پٹھانوں اور سکھوں کے دلوں میں مستقل طور پر انگریز بہادر کی ہیبت طاری کرنا تھی ـــــ! اسی لئے ان غدارانِ ملک وملت نے اپنی خاص ٹریننگ کے عین مطابق ابن عبدالوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سرحدی مسلمانوں کا وسیع پیمانے پر قتلِ عام کیا تاکہ برٹش پلان پوری طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو سکے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

رہبروں کے بھیس بدلے راہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشاں ہو گیا

وہابیوں کی بدقسمتی سے اس مسلم کش فساد کے برٹش منصوبے کی زنجیر کی آخری کڑی اس لئے ٹوٹ گئی کہ ـــــ سارے غیر متمدن پٹھانوں نے ایک ساتھ مل کر "اسمٰعیلی جہاد" کا شیطانی پردہ چاک کر دیا ـــــــ اس طرح انگریزوں کا بنایا ہوا ـــــــ "وہابی سٹیٹ" ـــــــ کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

ـــــــ اے بسا آرزو کہ خاک شدی ـــــــ

صبح کو دیکھ لے اس شمع کا انجام کوئی
جس نے پھونکا شب امید میں پروانوں کو

قدرت کی سید صاحب سے وعدہ خلافی؟

پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
یہ نہ سمجھا تھا تبسم موت کا پیغام ہے

سید صاحب نے سکھوں کے خلاف جہاد میں اپنی مکمل کامیابی کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ آپ بھی سنئے :۔

" میں قوم سکھ جیسے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیلئے مامور ہوں اور فتح و نصرت کا مجھ سے ـــ وعدہ ـــ کیا گیا ہے"

(مکتوب ص۲۵ بنام فیض اللہ خاں ہمشیرہ دوسروائی پشاور مکتوب سید احمد شہید ص۲ـ)

بھلا یہ وعدہ کس نے کیا تھا؟ ـــ اور کیسا وعدہ کیا تھا ـــ ؟ جو پورا نہ ہوا ـــ ظاہر ہے کہ یہ خدائی وعدہ تو ہو نہیں سکتا کیونکہ خدائی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا مگر افسوس یہاں ـــ فتح و نصرت ـــ تو دور کی بات ہے سید صاحب کو خود اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے! لیکن جیتے جی یہی بکتے رہے کہ :۔

" یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہو کر مردہ سنت زندہ نہ ہولے گی ـــ اللہ رب العزت مجھ کو نہیں اٹھائے گا"

(تاریخ عجیبہ ص۹۲)

لیکن اللہ رب العزت نے اس سے پہلے ہی اس بے عزت کو اٹھا لیا ـــ! یہاں جس خوش آئندہ مرحلوں کا سید صاحب ذکر فرما رہے ہیں ان میں سے تو کوئی مرحلہ سر نہ ہوا ـــ اور سید صاحب بے نیل و مرام آنجہانی ہو گئے ـــ حالانکہ :۔

"وعدہ فتح پنجاب کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ اس
کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے کہ اس
"الہام" ——— میں ——— "وسوسۂ
شیطانی" ——— اور شائبہ نفسانی ——— کو
ذرا بھی دخل نہیں۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر
فتح ہوگا اس سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔"
(تواریخ عجیبہ)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ہے

دیکھا آپ نے! ——— پنجاب فتح بھی نہیں ہوا ———
اور اس شکست خوردہ کو موت بھی آ گئی۔

اب اگر سید صاحب کے قول کے مطابق ان کے خدائی الہام کو سچا مان لیا جائے تو کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ——— معاذاللہ! حق تعالیٰ نے سچا وعدہ نہ فرمایا تھا چنانچہ یہ خیال تو الحاد تک لے جا سکتا ہے ——— لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سید صاحب کا الہام "وسوسۂ شیطانی" ہی تھا! ——— اور یہ سراسر "خطرۂ نفسانی" تھا۔ ——— ! اگر اب بھی کوئی سرپھرا وہابی مؤرخ اصرار کرے کہ یہ من جانب شیطان نہ تھا ——— تو پھر کہیں یہ وعدہ ان کی "مہربان انگریزی سرکار" نے تو نہیں کیا تھا جو پورا نہ ہوا ——— بہرحال جو ہوا سو ہوا ———
لندن مشن تو پورا ہو گیا ——— چلئے قصہ تمام ہوا ——— !!!
——— خس کم جہاں پاک ———
اس طرح انگریزی پالیسی کی بھینٹ چڑھ کر اقتدار کے ——— "بھوتوں" نے ——— "شہید" ——— کا لقب تو پا ہی لیا ہے

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا

وہ "شہید لیلیٰ نجد تھا" وہ ذبیح تیغ خیار ہے

بہر حال یہ تھا سو تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ صلیب کی بھینٹ چڑھکر وہ

نہ غازی رہا نہ شہید ــــــ وہ تو کھلا قاتل ہوا اور قتیل ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

انگریزی جہاد کے
خاطر خواہ نتائج

غارتگر چمن سے عقیدت تھی کس قدر
شاخوں نے خود اتار دیئے اپنے پیرہن

بہر حال اس کے بعد ہندوستان میں اب انگریز کا کوئی مدمقابل نہ رہا تھا جو مغلیہ سلطنت کو بچانیکے لیے غاصب انگریز کی عیارانہ سیاست کے خلاف نظری، فکری اور عسکری مورچہ لگاتا اس طرح انگریز کے تراشیدہ "اسمٰعیلی جہاد" کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ——— !

——— چنانچہ اس طرح ہندوستان کے شمال مغرب میں حریت پسند اور "جنگجو سرحدی پٹھانوں" کا زور ٹوٹا۔

——— اسی کے ساتھ پنجاب کی ابھرتی ہوئی "سکھ طاقت" کمزور ہوکر انگریز کے زیر دام آگئی۔

——— مزید یہ کہ ہندوستان کے دوسرے علاقے لڑاکو مسلمانوں سے خالی ہوتے چلے گئے۔ اور انگریز چاہتا بھی یہی تھا ! اس طرح سارے ہندوستان پر مکمل قبضہ کرنا انگریز کے لئے آسان اور بہت آسان ہوگیا چنانچہ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو انگریز بہادر کے لئے میدان صاف تھا ——— بقول ڈاکٹر عاشق حسین :-

"جنوب میں مرہٹوں اور ٹیپو سلطان کی طاقت فنا ہو چکی تھی ادھر شمال میں سکھوں کا زور توڑا جا چکا تھا۔ لے دے کے یہ مغل شاہنشاہیت کا ٹمٹاتا ہوا چراغ باقی تھا جس کی موجودگی برطانوی اقتدار کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہی تھی"

(کتاب ۱۸۵۷ء کوائف وصحائف ص۵۵)

غداران ملک وملت کے طفیل وہ کانٹا بھی نکل گیا چنانچہ ہندوستان میں جب جنگ آزادی چھڑی تو یہی وہابی مجاہدین جو سرحد میں مسلمانوں کو

بھیڑیوں کی طرح چیرتے پھاڑتے پھرتے تھے اب گیدڑ کی طرح دبک کر کونے میں بیٹھ رہے! ــــــ جی ہاں! دینی حمیت اور ملّی غیرت جب رخصت ہو جاتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے چنانچہ وہابی مجاہدین کی غداری کی یہ داستانِ بے حیائی ان کے اپنے مؤرخ کے نوکِ قلم سے پھوٹ پڑی اور تاریخ آزادی کی پیشانی کا بدنما داغ بنکر ابھری چنانچہ ــــــ مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں :۔

"اسی دوران ۱۸۵۷ء کا پر آشوب حادثہ پیش آیا اور مجاہدینؒ
معاونین ایک ــــــ "دینی (وہابی) نظام" ــــــ
سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس ــــــ "قومی لڑائی"
ــــــ میں ــــــ "غیر جانبدار" ــــــ
رہے ــــــ"!

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص۱۱۴)

سورج کا رخ بدلتے ہی خود بھی بدل گیا
کیسا فریب سایۂ دیوار دے گیا

سن لیا آپ نے؟ ــــــ وہابی مجاہدین اس ــــــ "قومی لڑائی" ــــــ میں "غیر جانبدار رہے ــــــ بھلا کیوں غیر جانبدار نہ رہتے ــــــ آخر وفاداری بھی تو کوئی چیز ہے خواہ وہ انگریزوں ہی سے سہی ــــــ غنڈہ گردی کے بھی تو کچھ اصول ہوتے ہیں ــــــ

چنانچہ وہابی مجاہدین ان اصولوں کے پابند رہے ــــــ اور قانون غداری پر سختی سے کاربند رہے ــــــ اور پھر یہ تو وہابی مذہب کا فریضہ اور وہابیوں کے ــــــ "دینی نظام" ــــــ کا تقاضہ بھی تھا جس کی طرف وہابی مؤرخ نے ارشاد کیا ہے چنانچہ اس "دینی نظام"

کے قربان جائیے جو ______ بد دینوں ______ کے ساتھ ملکر اپنے
دینی بھائیوں ______ کا قتلِ عام کرائے ______ اور مسلمانوں کے
اس قتلِ عام کا اعتراف کرتے ہوئے ذرا نہ شرمائے بلکہ اپنے کرتوتوں پر
اترائے ______ اور اس ______ کردار کو اپنی کتابوں میں فخریہ
بیان کرتا چلا جائے اور ذرا نہ ہچکچائے ______!
______ مگر انگریز دوستی کے بہر حال گن گائے ______ اور ______
"قومی لڑائی" ______ میں اپنے اسی انگریز نواز ______ "دینی نظام"
______ کے سبب ______ "غیر جانبدار" ______ ہو کر ایک طرف
بیٹھ جائے۔

پتی پتی ڈالی ڈالی کوس رہی ہے موسم کو
لیکن اپنے باغ کا مالی ان باتوں کا عادی ہے

وہابیت کی سدابہار

خباثت

مقامات فکر و نظر کون سمجھے
یہاں لوگ نقش قدم دیکھتے ہیں

تاریخ گواہ ہے کہ اسمٰعیلی جہاد کی ناکامی کے تقریباً پندرہ سال بعد جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی چھڑی تو ہندوستان بھر میں حریت پسندوں نے حالانکہ انگریزی اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی انتہائی جدوجہد کی حتیٰ کہ جان نثارانِ ملک وملت نے اپنی جان ومال سب داؤ پر لگا دیا آزادی کے پروانوں نے شمع آزادی پر قربان ہو جانے ہی کو معراج حیات جانا اب کامیابی بالکل قریب نظر آ رہی تھی لیکن وہابیوں کی ملک وملت سے غداری انگریز کے کام آئی چنانچہ خود وہابی مؤرخ اعتراف کرتے ہیں کہ :۔

"اگر سید احمد شہید کی جماعت انگریز دشمن ہوتی تو یہ موقع اس جماعت کے لئے انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا بہترین تھا۔" (مقالات سرسید حصہ نہم برحاشیہ)

ملک وملت کی حمایت میں، انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کا یہ "بہترین موقع" تو "بہترین لوگوں" کے لئے تھا "بدترین لوگوں" کے لئے تو وہابیت کے اس "خاص نظام" کی ابلیسی ہدایات پر عمل کرنا ضروری تھا چنانچہ اس خاص "دینی نظام" کا یہ وصف بھی ان کے اپنے مداحین کی زبانی سنئے چنانچہ وہ سب بیک جنبشِ قلم لکھتے چلے جاتے ہیں :۔

"آپ (سید احمد) کی سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ مقامات ایسے پائے گئے ہیں جہاں

کھلے اور اعلانیہ طور پر سید احمد صاحب نے
بدلائل شرعی ــــــ اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی
کی مخالفت سے منع کیا ہے"۔

(سوانح احمدی مؤلفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری ۔ حیات طیبہ ص۱۵۹
ترجمانِ وہابیہ مطبوعہ امرتسر ص۲۱ از نواب صدیق حسن خاں)

نیز اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہابی اپنے ایک خاص ــــــ "دینی نظام" ــــــ کے تحت "قومی لڑائی" میں ــــــ "غیر جانبدار" ــــــ رہے اور اب یہاں لکھتے ہیں کہ ــــــ "بدلائل شرعی" ــــــ انگریزوں کی مخالفت سے باز رہے! ــــــ وہابیوں کی ــــــ "غیر جانبداری" ــــــ اور ــــــ "دلائل شرعی" ــــــ نے قومی لڑائی میں شریک نہیں ہونے دیا اور انگریزوں کی مخالفت سے باز رکھا واہ ری غیر جانبداری اور دلائل شرعی بہرحال وہابی مؤرخین کے ذہن کی سنڈاس سے نکلی ہوئی یہ متعفن تحریریں تاریخ کے اوراق پر غلاظت کی طرح بکھری پڑی ہیں۔

اس سلسلے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ــــــ یہ غلاظت مرغوب ہی تھی تو وہابی مؤرخین شوق سے تناول فرماتے ــــــ مگر خواہ مخواہ بیچاری ــــــ "شریعت" ــــــ کو تو اس میں نہ سانتے! ان بزرگ گدھوں کو کون سمجھاتا کہ ــــــ انگریز آقا کی غلامی کرنا ہی تھی تو ضرور کرتے لیکن ــــــ "بدلائل شرعی" ــــــ اس "مردار خوری" کو جائز تو قرار نہ دیتے! ــــــ مگر کیا کیا جائے کہ دین کے نام پر دنیا کمانیوالوں کا یہی طریقہ کار رہا ہے۔

ــــــ چنانچہ وہابیہ نے انگریز کا ساتھ دیا تو ــــــ

———— بدلائل شرعی ———— دیا!
———— سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا تو ————
بدلائل شرعی ———— کیا!
———— مقتول مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹا تو ————
بدلائل شرعی ———— لوٹا!
———— مجبور مسلمانوں کی بیکس لڑکیوں سے نکاح
کے نام پر ———— "زنا بالجبر" ———— کا جرم کیا تو بھی ————
بدلائل شرعی ———— کیا!

اور اب ہندوستانی مسلمانوں کی "قومی لڑائی" میں شرکت سے اجتناب
فرمایا تو بھی شرعی دلائل کے پردے میں اس جرم کو چھپایا گویا وہابیہ اپنی خودساختہ
شریعت کے قومی دلائل کے بغیر تو کوئی گندا کام کرتے ہی نہیں پھر بھلا "قومی لڑائی"
جیسی "پاکیزہ تحریک" میں وہابی شریعت کی اجازت کے بغیر کیسے شریک ہو
جاتے؛ ظاہر ہے کہ وہابی شریعت میں ہر پاکیزہ چیز حرام ہے ————
اور پھر انگریز سے وفاداری کا بھی لحاظ اور پاس تھا ———— آخر شریعت میں نمک
حلالی بھی تو کوئی چیز ہے اس طرح انگریز آقا ناراض نہ ہو جاتے ————
اگر اس قومی لڑائی میں شرکت کا ارتکاب کرتے تو وہابیہ کی ————
"پشتینی کاسہ لیسی" ———— اور ———— "آبائی غلامی" ———— پر
حرف نہ آجاتا ———— آخر وضعداری بھی تو کوئی چیز ہے ————
اپنی اسی وضعداری اور نمک حلالی کا لحاظ کرتے ہوئے پورے ہندوستان
پر انگریزوں کو مکمل قبضہ جمانے کا سنہرہ موقع جماعت مجاہدین نے
خود ہی بہم پہنچایا ————

چنانچہ انہی ان مساعیٔ خبیثہ کے عوض انگریز سرکار سے انہیں "وظیفہ غداری" بھی ملا کرتا تھا ــــــ جی ہاں! ــــــ بلکہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی جماعت مجاہدین کے سرگرم کارکنوں کا یہ "وظیفہ خونخواری" جاری رہا ــــــ!

جی ہاں! ــــــ وہابیہ کی انگریزی وظیفہ خوری کے سلسلہ میں مولوی اشرف علی تھانوی سے بڑھکر بھلا اور کس کی شہادت معتبر ہوسکتی ہے کہ وہ گھر کے آدمی ہیں۔

ع

اب مرے راز محبت کا خدا حافظ ہے
تبصرے اس نکتۂ ناز تک آپہنچے ہیں

گھر کی گواہی

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی بھانڈا پھوڑتے ہیں:۔

"مولانا شاہ اسحٰق صاحب کا واقعہ ہے کہ جب گورنمنٹ انگریز کا تسلط ہوا تھا شاہ صاحب کا جو وظیفہ (انگریز سرکار کی طرف سے) مقرر تھا وہ جاری رکھا گیا۔"

(افاضات الیومیہ ص۴۹ مطبوعہ تھانہ بھون)

اس طرح وہابی دیوبندی سرداران جماعت مجاہدین کا وظیفہ غداری بھلا کیوں نہ جاری رہتا آخر انگریز سرکار کو ہندوستان کی زرخیز سرزمین پر اپنا غاصبانہ قبضہ قائم رکھنا تھا جس کے لئے انہیں وہابی غداروں کی حمایت درکار تھی پس ثابت ہوا کہ یہ غداران ملک وملت ہندوستان پر انگریزی تسلط سے پہلے بھی، بطور رشوت ــــــ وظیفہ غداری ــــــ پاتے تھے ــــــ اس طرح انگریزی قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی ــــــ انعام واکرام

—— کے طور پر —— "وظیفہ فرمانبرداری" —— سے نوازے جاتے تھے —— اور لطف یہ کہ اپنی اس غداری پر ذرا انہیں شرماتے تھے! بلکہ آج بھی فخریہ طور پر اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں —— آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے —— ؟ وہابی مبلغین و مجاہدین —— "وہابیت" —— کی ترویج و ترقی کے لئے انگریزی حمایت کو از بس ضروری جانتے تھے —— چنانچہ سرسید احمد خان بھی اعتراف کرتے تھے :-

"انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو —— "وہابی" —— کہلاتا ہے۔ ایک —— رحمت —— ہے!"

(مقالات سرسید ص ۱۸۹-۲۱۲)

"انگلش گورنمنٹ" —— "وہابی فرقے" —— کے فروغ کے لئے جب "رحمت" ہی رحمت ثابت ہو تو پھر بھلا —— "قومی لڑائی" میں شرکت کی "زحمت" گوارہ کون کرے! ——

دوسری طرف وہابیت کے فروغ سے خود انگلش گورنمنٹ کو بھی بڑی تقویت پہنچ رہی تھی —— جی ہاں! —— اس طرح انگریز سرکار کے "وفاداروں" اور "جاں نثاروں" کا ایسا مضبوط گروہ تیار ہو رہا تھا جس میں اس گروہ کے —— "امام ربانی" —— "طبیب روحانی" —— "دلبر جانی" —— "پیر و مرشد" —— "عالم و فاضل" —— اور —— "حافظ و حاجی" —— اور ان کے ماننے والے سارے —— "پاجی" —— شامل ہو گئے! —— جی ہاں! ——

اگر یقین نہ آئے تو انگریز پر جاں نثاری و فداکاری کی یہ داستان بے ایمانی آپ

خود انہی کی زبانی سن لیجئے چنانچہ :۔

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (یعنی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولینا قاسم العلوم (یعنی مولوی قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلےٰ حضرت حاجی صاحب ونیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (یعنی جنگ آزادی کے مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا ـــــــ یہ نبرد آزما جتھا اپنی (انگریز) سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہو گیا ـــــــ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہیں چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت ضامن زیر ناف گولی کھا کر ـــــــ "شہید" ـــ بھی ہوئے "

(تذکرۃ الرشید صـ۷۵ ج ۱)

یہاں انگریز کی حمایت میں ـــــــ "شہید" ـــــــ ہوئے اور وہاں سرحد میں بھی انگریزی جہاد میں ـــــــ "شہید" ـــــــ ہوئے ہ

تلاش ہے کئی چہروں کی کارواں میں مجھے
اس انتظار میں ہوں کم ذرا غبار تو ہو

اس طرح کاروانِ دیوبند اپنے سارے عملے سمیت انگریز کی خیر خواہی میں لگا ہوا تھا! جی ہاں! :-

"جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے، تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے"

(تذکرۃ الرشید ص۷۹)

چنانچہ اب یہ تاریخی حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ——— "وہابی لوگ" ——— اپنی انگریز سرکار" ——— کے شروع سے آخر تک خیر خواہ رہے ہیں ——— اسی لئے برٹش راج کے زیر سایہ پھلتے پھولتے اور ترقی کرتے رہے ہیں[1]۔

حاشیہ [1]:- انگریزی راج میں ترقی کرتے کرتے وہابی ہر انگریزی دفتر اور سرکاری محکمے

بقیہ حاشیہ [1]:- پر چھا گئے ——— کالجوں یونیورسٹیوں لائبریریوں جاسوسی محکموں ——— کچہریوں ——— عدالتوں ——— کمشنریوں غرضیکہ ہر جگہ بڑی بڑی آسامیوں پر وہابی براجمان ہو گئے اس کے دور رس ثمرات وہابی آج بھی بدستور سمیٹ رہے ہیں چنانچہ آج بھی ہر بڑی سے بڑی اور اونچی سے اونچی پوسٹ پر وہابی ہی وہابی بیٹھے نظر آتے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے ہر قسم کی مراعات پہلے بھی حاصل رہی ہیں اور اب بھی حاصل ہیں۔ ان کی جڑیں بہت گہری اور ان کی تنظیمیں بڑی فعال ہیں! ان کے مقابلے میں عوام اہلسنت ہر جگہ اکثریت میں ہوتے ہوئے در بدر سرکاری محکموں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ان کی کوئی ہمہ گیر فعال تنظیم نہیں! انہیں اتحاد و یکجہتی کا فقدان ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے

مگر یہ حقیقت !

اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلسنت شروع سے ملک وملت کے وفادار اور انگریزوں سے برسر پیکار رہے ـــــ چنانچہ حکومت ان کے خلاف اور حاکم وقت انکا دشمن خاص رہا ـــــ انکو اہلسنت آزاد و خوددار ہونے کے سبب منافقت وخوشامد سے انہیں کبھی رام نہ کر سکے اور اپنی دینی حمیت کے سبب نہ کبھی ہندوؤں کو رام رام اور پرنام کرنے پر آمادہ ہوئے بلکہ ان سرد وجنس قوموں سے ہمیشہ دور دور رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے دنیاوی کاموں میں ہمیشہ پریشان و مجبور رہے۔

چونکہ اہلسنت ہر جگہ بھاری اکثریت میں ہیں اس لئے انہیں اتحاد کا فقدان ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک ان میں "اجتماعی تنظیم" کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی ـــــ پھر اکثریتی جماعتوں کے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے ـــــ چنانچہ اہلسنت ہمیشہ انتشار و خلفشار کا شکار رہے ہیں ـــــ جبکہ ان کی مخالفت میں وہابی فرقہ ذلیل اقلیت میں ہونے کے باوجود اندرونی طور پر نہایت منظم و مستحکم ہے اور بیرونی طور پر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے کسی کو مجالِ انکار نہیں! ـ چنانچہ:۔

" انگلش گورنمنٹ خود اس فرقے کے لئے جو "وہابی" کہلاتا ہے ایک رحمت ہے جس آزادیٔ مذہب سے انگلش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں رہتے ہیں دوسری جگہ میسر نہیں ہندوستان ان کے لئے دارالامن ہے "

(مقالات سرسید ص ۱۸۹-۲۱۲ ج : ۹)

چونکہ ہندوستان ـــــ وہابی فرقے ـــــ کے لئے ـــــ "دارالامن" ـــــ تھا اسی لئے یہاں ـــــ "انگلش گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں" ـــــ رہتے ہوئے "وہابیت" نے خوب ترقی کی

—— وہابیت کے خمیر کی سرشت کے نئے وہابی تحریک انگریزوں ... حکومت ...
انگریزوں کی نظر میں تھی —— اور پھر انگریزی حکومت وقت بھی وہابیت کے عروج
میں معاون و مددگار تھی جس نے وہابیت کی سرپرستی ... سلامی ... کے ... میں
میں بڑی سرعت سے سرپرستی کے جال بچھا رہی تھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء اہلسنت کا کردار

جیسے ... موقع ... بعد ... سنت

سر سے کفن باندھ کر وہابیت اور انگریزوں دونوں کے مقابلہ پر آئے ... جو ... ہی
کے مقابلہ پر آئے وہ علمائے اہلسنت اور ... آزادی حکومت وقت سے
مقبولیت ... میں پیش پیش تھے —— ... یہ تاریخی حقیقت بھی ... ہے

[illegible]

... ہوئے —— ...

مورخین کہتے ہیں:

۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف
جنگ میں حصہ لینے والوں میں سب سے زیادہ
پیش پیش تھے جو حضرت سید احمد اور حضرت
شاہ اسمٰعیل کے شدید مذہبی دشمن تھے یعنی علمائے سنت
اور جماعت اہلسنت سے شاہ اسمٰعیل کے عقائد بہت
... کو ... پہلے ... وہابیت
ہے ——

(مقالات سرسید حصہ ...)

ان آنکھوں سے کیوں صبح کا سورج ہے گریزاں
جن آنکھوں نے راتوں میں ستاروں کو چنا ہے

سنا آپ نے ؟ ——— انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ لینے والے سب کے سب علمائے کرام عقیدۃً سُنّی المذہب تھے۔ اور مسلکِ شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے ——— سنئے وہ علماء اہلسنت اور مجاہدین آزادی ہیں :۔

شیر اسلام مجاہد کبیر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی امام الہند مولینا شاہ رضا علی خان صاحب بریلوی رئیس المجاہدین سید احمد اللہ شاہ مدراسی۔ امیر المجاہدین مولوی سرفراز علی شاہ جہانپوری شہید آزادی امام بخش صہبائی۔ مفتی سید کفایت علی کافی مراد آبادی مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ عاشق رسول مولوی عنایت علی بریلوی۔ حکیم سعید اللہ قادری۔ مولینا رحمت اللہ کیرانوی۔ مولینا سید عبد الجلیل علیگڑھی۔ مولینا فیض احمد بدایونی وغیرہ ——— جن کے ملکی ملی، دینی، علمی اور عملی کارنامے تاریخ کا روشن باب ہیں۔

(تفصیلات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" جنگ آزادی نمبر جولائی ۱۹۷۵ء ۷۲ر محمدی مینشن مارسٹن روڈ کراچی)

صورت شمع تیری بزم میں جلتے ہیں مگر
پھر بھی ہم رونق محفل نہیں ہونے پائے

یہ حضرات حریت کے وہ بطل جلیل ہیں جن کی مقدس قربانیوں کے بعد ہی صبح آزادی کا رخ روشن نظر آیا ہے لیکن تاریخ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ آج کے عام پڑھے لکھے نوجوان کو یہ بات معلوم ہی نہیں کہ ؎

بہتے ہیں کتنے ستاروں کے اشک آخر شب
سحر کا ہنستا ہوا آفتاب کیا جانے

بے مہر صاحب کی تاریخی

خیانت

بے آب آئینوں کو اِک آب بخشدی
ہم بے ہنر تھے ہم نے یہ کار ہنر کیا

حریت و آزادی کے روشن آفتاب پر گرد و غبار اڑانے والے نام نہاد مؤرخین وہابیہ کے سرخیل ــــــ غلام رسول مہر ہیں جنہوں نے ملک و ملت کے جیالوں اور حریت و آزادی کے متوالوں کی کردار کشی کی ہے۔ اس میں مقابلے میں اپنے دجل و فریب کو کام میں لاتے ہوئے اپنی مہربان انگریزی سرکار سے وہابیہ کے کمانڈر انچیف اسمٰعیل دہلوی کو برسرپیکار ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ــــــ نیز اسی کے ساتھ ساتھ سرحدی پٹھانوں کے خلاف اپنے انگریزی جہاد کو ــــــ جہاد فی سبیل اللہ ــــــ قرار دیا اور اس کا خوب پروپیگنڈا کیا۔ حالانکہ اسمٰعیلی لشکر کے جملہ شریک سفر، ہمعصر اور ہم فکر تذکرہ نگار مثلاً ــــــ مولوی محمد جعفر تھانیسری اور مرزا حیرت دہلوی وغیرہ سب بیک زبان اعلانِ عام کر رہے ہیں کہ ــــــ "اسمٰعیل اینڈ کمپنی" ــــــ کا اپنی سرکار انگریزی کی عملداری میں "فتنہ و فساد" برپا کرنے کا قطعاً کوئی ارادہ نہ تھا وہ (انگریزکی) اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے جس میں وہ بلا روک ٹوک ہر جگہ دندناتے پھرتے تھے اور ــــــ "اپنی مہربان و رحمدل انگریز سرکار کے خلاف اٹھنے والی ہر شورش سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر بھلا ہے

"تجھ سے میں کس طرح اظہارِ عقیدت کرتا
لفظ سوجھے تو معانی نے بغاوت کر دی"

اور تو اور خود "ترجمان وہابیہ" بھی اپنی مخالفت میں گواہی دینے پر مجبور ہوا چنانچہ اس نے لکھا:۔

"تقویت الایمان مؤلفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اس میں ذکر ردِ شرک و بدعت کا ہے ــــــ کہیں وہابیوں کا اور ــــــ "مسئلہ جہاد" ــــــ کا پتہ بھی نہیں۔

گورنمنٹ اگر ساری کتابوں کو جمع فرما کر ملاحظہ کرے تو
کسی کتاب میں ان کتب سے "مسئلہ جہاد" کا یا "بغاوت"
کا سرکار انگلشیہ سے یا "فساد" سکھانے کی کوئی بات نہ
پائے گی ــــــــ"!

(ترجمان وہابیہ از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صفحہ ۵۱-۲۴)

تقویت الایمان تو لکھی ہی گئی تھی مسلمانوں میں فساد پھیلانے کے لئے تو پھر بھلا اس میں مسئلہ جہاد یا انگریزی سرکار سے بغاوت کا ذکر کیسے ہوتا ــــــــ! لیکن برا ہو وہابیت کی خباثت کا کہ قلم کے ڈاکوؤں نے دولت صدق وصفا پر ڈاکہ ڈال کر سچ کو جھوٹ کر دکھایا ــــــــ حالانکہ ساری زندگی انگریزوں کے سب سے بڑے پھٹو سید احمد بریلوی اور ملک وملت کے "غدار اعظم اسمٰعیل دہلوی" ــــــــ چیخ چیخ کر اعلان کرتے رہے:۔

"سرکار ــــــ انگریز پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے اور
نہ ہمیں ان سے کچھ مخاصمت ہے"

(حیات طیبہ صفحہ ۲۴۴ از مرزا حیرت دہلوی)

ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول
طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں ــــــــ؟"

(تواریخ عجیبہ صفحہ ۹۱)

مگر آج کا بے مہر مؤرخ وہابیہ غلام رسول مہر ــــــــ پھر بھی بکے جا رہا ہے کہ ــــــــ "اسمٰعیلی جہاد" ــــــــ "انگریز سرکار" ــــــــ کے خلاف تھا! جی ہاں! ــــــــ ان کی ــــــــ "اپنی انگریز سرکار" ــــــــ کے خلاف!
اگرچہ تاریخ میں انگریز کے خلاف "شہید" مردود سے ایک حرف منقول نہیں چنانچہ۔

" نہ انہوں نے سرکار انگریزی سے کبھی جہاد کیا اور نہ
ہندوستان میں فتوےٰ جہاد کا دیا ______ "

(" ترجمانِ وہابیہ " از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ص۲۵)

لیکن بے مہر وہابی مؤرخ پھر بھی تاریخ کے منہ پر تھوکے جا رہا ہے ______ اپنے ممدوح کی سیاہ کاریوں کو چھپانے کے لئے تاریخ کے چہرے پر کالک لگا رہا ہے۔ تاریخ ملک و ملت میں اس سے بڑا فراڈ شاید کبھی نہ کھیلا گیا ہو گا جو مکروہ ڈرامہ " بے مہر " مؤرخ وہابیہ نے تاریخ ہند میں کھیلا ہے ! حالانکہ اس سے پہلے ان کے اپنے سارے ہی مستند مصنف، محقق اور مؤرخ کھل کر اعتراف کر چکے ہیں کہ :۔

" ان کے معصروں کے بیانات کی موجودگی میں اب گیارہ برس
کے بعد یہ کہنا کہ ______ " نہیں ! حضرت شہید انگریزوں
کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے ______
ایک ایسا ہی دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی
دلیل نہیں رکھتا ______ " !

(حاشیہ مقالات سرسید شانزدہم ص۲۴۹ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے
حیات طیبہ ص۴۴۲)

تاریخ کے ان انمٹ نقوش کی موجودگی میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ :۔

" راہ ہو ٹھیک نہیں ہوتی ہے اندھی تقلید
سوئے رہبر بھی سوئے رہگذر بھی دیکھو "

بہر حال سچی بات کبھی نہ کبھی منہ پر آ ہی جاتی ہے چنانچہ غلام رسول مہر کو آخر اپنی بے مہر خیانتوں کا اعتراف کرنا ہی پڑا :۔

" میں مجاہدین کی شان و آبرو کو بہر حال قائم رکھنے کا مدعی

ہوں اگرچہ وہ سابقہ بیانات کے عین مطابق نہ ہو"

(افادات مہر، مرتبہ ڈاکٹر شیر بہادر خان صـ۲۳۱)

کچھ سمجھے آپ؟ ـــــــ بے مہر صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ
میں "بے آبرو مجاہدین" کی ـــــــ آبرو ـــــــ ہر حال میں قائم رکھنے کا "مدعی"
ہوں خواہ مخواہ یہ جھوٹی شان اور غلط آن سابقہ تاریخی بیان کے خلاف ہی کیوں نہ
ہو ـــــــ چنانچہ ظالم نے اپنا کہا سچ کر دکھایا ـــــــ مسلمہ تاریخی حقائق کو
توڑ مروڑ کر اپنے ذاتی نظریے کے مفاد کی بھینٹ چڑھا دیا ـــــــ ـــــــ
یوں داستان بالاکوٹ لکھ کر تاریخ کو مسخ کر ڈالا۔

لعنت اللہ علی الکاذبین ؕ

ایک مغالطہ کا ازالہ

—— سید احمد بریلوی کے قریب ترین معاصر اور تحریک مجاہدین کے ایک سرگرم کارکن جعفر تھانیسری تھے وہ ایسے بے لچک شخص تھے کہ ان کی صاف گوئی پر سارے ہی وہابی مؤرخ متفق ہیں وہ اعتراف کرتے ہیں کہ :۔

"سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔

لیکن سید صاحب کے آنجہانی ہو جانے کے سو ڈیڑھ سو سال بعد اب یہ بات بنائی جارہی ہے کہ —— سکھوں سے نبٹ لینے کے بعد سید احمد کا۔ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ تھا —— !

قارئین اب اس کا خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی ہے —— ایک شخص سید احمد کا قریب ترین معاصر مؤرخ تھا —— اور دوسرے ڈیڑھ سو سال بعد کے آج کے چھٹ بھیئے مؤرخ —— ابوالحسن علی ندوی، پروفیسر ایوب قادری اور غلام رسول مہر ہیں —— اب کس کی بات مانی جائے؟ —— کس کی شہادت معتبر ہے؟

اب سب کو چھوڑیئے —— چلیے خود سید احمد بریلوی ہی سے پوچھ لیتے ہیں کہ جناب آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا اپنے دل میں ارادہ رکھتے تھے یا نہیں؟ —— ؟ —— ؟

لیجیئے وہ خود جواب دے رہے ہیں :۔

"ہم صرف لمبے بالوں والے سکھوں سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں نہ کہ کلمہ گویان اسلام اور سرکار انگریزی سے

جس نے اپنی مسلمان رعایا کو ان کے مذہبی معاملات

میں آزادی دی ہوئی ہے "

(سوانح احمدی، مطبوعہ انبالہ ص۱۱۵)

سن لیا آپ نے سید احمد انگریزوں سے ——— مقابلہ کا ارادہ ———
نہ رکھتے تھے ——— یہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ان کا مشہور و معروف بیان ہے جس کی نقلیں باقاعدہ خط کی صورت میں سید احمد بریلوی نے ۱۸۲۳ء میں آس پاس کے علاقوں میں روانہ کر دی تھیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں (اس کے بعد کوئی نیا بیان کوئی نیا ارادہ ان کا سامنے نہیں آتا کیونکہ اس بیان کے چند ماہ بعد ہی ۱۸۳۱ء میں سید احمد بریلوی مقتول ہو گئے اور نہ اس سے پہلے حج پر روانگی سے قبل ہی سید احمد کا انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا کوئی ارادہ تھا۔

(بقول سید احمد کے بھانجے مولوی سید محمد علی ——— دیکھئے ان کی خود کی تصنیف ——— "مخزن احمدی")

اب ڈھیٹ لوگوں کے سامنے کہاں تک حقائق پیش کئے جائیں بہر حال ———
——— ان دلائل و براہین کے علاوہ جعفر علی کی تالیف ——— منظورۃ السعداء بھی شاہد ہے کہ مقتول ہونے سے چند ماہ پہلے جو مکتوب سید احمد بریلوی نے لکھوایا تھا اس میں بھی یہی لکھا تھا کہ ——— سرکار انگریزی سے ان کا جہاد کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا ———!

گویا اپنی تحریک کے آغاز سے اختتام تک کسی موقع پر بھی تو سید احمد کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ انگریز سرکار سے جہاد کیا جائے جس پر ان کی خود کی تحریریں خطوط اور اقوال گواہ ہیں لیکن غلام رسول جیسے بے مہر مؤرخین کی فنکاری دیکھئے کہ اتنے عرصۂ دراز کے بعد آج ڈیڑھ سو سال مردے کے سر سڑے دماغ میں یہ خیال

ٹھونس رہے ہیں کہ سکھوں سے نبٹنے کے بعد ان کا ارادہ انگریزوں سے جہاد کرنیکا تھا اور ضرور تھا اس پر سوائے اس کے اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ غنڈہ گردی کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں لہٰذا قلم کے ڈاکو اگر کسی بے ضمیر غدر اعظم سے اپنی اندھی عقیدت رکھتے ہیں تو ضرور رکھیں مگر تاریخ کو تو نہ بدلیں ——— حقائق کو تو مسخ نہ کریں۔ سچائی کے منہ پر تو نہ تھوکیں!

تاریخ کا المیہ

انہیں کے نام سے منسوب ہے بہارِ چمن
جو لوگ واقفِ آدابِ رنگ و بو بھی نہیں

واضح دلائل سے ثابت ہوچکا ہے کہ "ننگ دین اسمٰعیل دہلوی" ــــــ اور ــــــ "ننگ وطن سید احمد بریلوی" شروع سے آخر تک انگریز کے وفادار نمک خوار اور کفش بردار رہے ہیں ہندوستان میں انگریزی اقتدار کو مضبوط و مستحکم کرنے میں ان غداروں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ــــــ سکھوں کے خلاف ان کا ــــــ "نعرۂ جہاد" ــــــ بھی انگریزی سیاست کا کرشمہ اور محض ایک نمائشی ڈرامہ تھا جو انگریزوں ہی کے ڈائریکشن میں ہندوستان کے اسٹیج پر کھیلا گیا۔

تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ زود فراموش قوم کے سامنے ملک و ملت کے انہی غداروں کو آج ــــــ "مجاہدین فی سبیل اللہ" ــــــ اور ــــــ "جلیل القدر ولی اللہ" ــــــ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے ــــــ!

انہی دین فروشوں کے سر پر ــــــ "اسلامی نشاۃ ثانیہ" کا زریں تاج سجایا جا رہا ہے! اس طرح انگریز کے پھٹوں ہی کو اب ــــــ "تحریک آزادی کا ہیرو" ــــــ قرار دیا جا رہا ہے ــــــ!

مسلمانوں کے سفاک قاتلوں ہی کو آج "مجاہد اسلام" کے خطاب سے نوازا جا رہا ہے۔ اسلام دشمن، غدارانِ وطن ہی کو اب اسلامی حکومت کا محرک ٹھہرایا جا رہا ہے ــــــ!!

پہنچے وہ لوگ مرتبہ کو کہ مجھے
شکوۂ بخت نارسا نہ رہا۔

تاریخ کی بدنصیبی دیکھئے کہ انہیں غداران ملک و ملت کو "احیاء اسلام" کا علمبردار قرار دیا جا رہا ہے جن کے کرتوتوں سے اسلامی وقار خاک میں ملا مسلمانوں کی آبرو پامال ہوئی اس سے بڑھ کر ستم اور کیا ہوگا کہ ــــــ تمام اسلامی تحریکوں ــــــ کی ڈور خونخوار اسمٰعیل دہلوی کی "شمشیر مسلم کش کے خون آشام دستے سے

باندھی جا رہی ہے اور یہاں تک لکھا جا رہا ہے کہ اس بیداری ہی کی وجہ سے پاکستان بنا ــــــ!

اور ہو یہ رہا ہے کہ پرائمری اسکول کی نصابی کتب سے لیکر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جانے والی درسی کتابوں تک میں قلم کی یہی حرمستیاں کام کر رہی ہیں۔

ع صد حیف جن کے دم سے پریشاں ہے آدمی
سب کی نگاہ میں ہیں وہی محترم یہاں

صورت حال اب یہ ہے کہ ان "تو نخواروں"، کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے وہابی دانشوروں کے اجلاس اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جس میں ان ــــــ "غداروں کی انگریز دشمنی"، ــــــ کے جھوٹے قصیدے پڑھے جاتے ہیں ــــــ ان کی ــــــ "مسلم کش تحریک" ــــــ کو "احیاء دین وملت" ــــــ کی تحریک ثابت کرنے کے لئے جلسے اور سیمینار سجائے جاتے ہیں ــــــ اس طرح وہابیہ کے منعقد کردہ جلسوں میں ــــــ "غداران ملک وملت" ــــــ کی ــــــ "وطن دوستی" ــــــ کے پر فریب ترانے گائے جاتے ہیں جن کو سنکر بیوقوف لوگ جھوم جھوم جاتے ہیں ــــــ معلوم نہیں ع

"یہ کس خوشی میں مناتے ہیں جشن اہل چمن
کلی کا خون ہوا ہے کلی ہنسی تو نہیں"

دن دھاڑے یہ اندھیر دیکھ کر تاریخ دوراں حیران ہے اور مؤرخ وقت پریشان! وہابیہ نے جس دلیری سے حقائق کو پامال کیا ہے اور واقعات کو دھندلا دیا ہے اسے دیکھ کر ع

"ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

بہر حال اس کتاب میں جو حقائق و شواہد پیش کیے گئے ان کی روشنی میں آنے والے وقت کے کسی جرأت مند مؤرخ سے التجاء ہے۔ ؎

تمام لفظ ہی اپنا حساب مانگتے ہیں
مٹا کے حرفِ غلط شہر کی دعا لیجئے

جنگِ آزادی کے روحِ رواں

مولانا فضل حق خیرآبادی

سراپا فضل ——— سراپا حق ——— سراپا خیر

آپ کی ولادت ۱۷۹۷ء میں خیرآباد میں ہوئی۔ والد بزرگوار حضرت مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ تھے اپنے زمانے کے نابغۂ روزگار اور دہلی کے صدر الصدور تھے آپ نے بڑے ناز و نعم میں پرورش پائی۔ حافظہ غضب کا پایا تھا چنانچہ چار ماہ کی قلیل مدت میں سارا کلام پاک حفظ کر لیا۔ ابھی عمر صرف تیرہ سال کی ہوئی تھی کہ تمام مروجہ علوم میں کمال حاصل کر کے مسندِ درس و تدریس پر بھی فائز ہو گئے اس چھوٹی سی عمر میں سارے برِ صغیر بلکہ ایران وغیرہ آس پاس کے ممالک میں بھی ان کی ذہانت و فطانت کا کوئی مدِ مقابل نہ تھا۔ سر سید احمد خاں لکھتے ہیں:۔

"بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانۂ فن سمجھتے تھے
جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعوائے کمال
کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے"

(از مقالات سر سید حصہ شانزدہم ص ۱۲۸)

علوم کی اس چکا چوند کے باوجود علامہ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ مولانا عبد اللہ بلگرامی لکھتے ہیں:۔

"اللہ کے دیئے ہوئے ہاتھی اونٹ، عمدہ قسم کے گھوڑے

امر ونواہی میں اطاعت خداوندی سے نہ رو کتے تھے ــــــ
آپ ان میں سے تھے کہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے
ذکر میں حارج نہ ہو سکتی تھی ــــــ ہر ہفتہ آپ قرآن
پاک ختم فرماتے، تہجد کی نماز کی پابندی کرتے ــــــ
جو نوافل پر اس درجہ مستعد ہو اس کے فرائض کا حال خود سمجھ
میں آتا ہے "

(امیر الروایات)

اسی دور میں جبکہ آپ علم و فضل اور زہد و تقوی کی بلندیوں پر فائز تھے انگریزوں کی سازش سے مسلمانوں کا اختلاط شروع ہو چکا تھا شاتم رسول مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ــــ تقویت الایمان ص۳۲ ــــــ میں بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ مارا :-

" اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم
"کن" ــــ سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی،
جن، فرشتہ، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا
کر ڈالے "

یہ گستاخانہ کلام پڑھ کر علامہ تڑپ اٹھے ــــــ اس بے ادبی پر محروم ازلی اسمٰعیل دہلوی کی سخت گرفت کی اور فرمایا :-

" ایں کلام ناتمام، کاذب و دروغ و گزاف بے فروغ است"

(تحقیق الفتوی ص:۵۹)

نیز مولوی اسمٰعیل کی خرافات کے جواب میں ایک مدلل کتاب ـ "امتناع النظیر" لکھی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ ــــ "اوصاف کاملہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی نظیر بالذات ناممکن ہے"۔ یہ محققانہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے اور آجتک لاجواب ہے۔
تقویت الایمان میں جہاں ـــــــ مسئلہ شفاعت ـــــــ کے متعلق
بیہودہ گوئی کی گئی ہے علامہ موصوف نے اس کے خلاف بھی باقاعدہ ایک کتاب
ـــــــ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ ـــــــ لکھی جس میں گستاخ رسول
اسمٰعیل دہلوی کے متعلق فتویٰ دیا :-

"اس بے فائدہ کلام کا قائل ازروئے شریعت" کافر" و
" بے دین" ہے، ہرگز مومن ومسلمان نہیں ہے۔ اسکا
شرعی حکم ـــــــ "قتل" ـــــــ اور ـــــــ "تکفیر" ـــــــ ہے"

گویا گستاخ رسول سے کسی قسم کی رعایت برتنا علامہ موصوف جانتے ہی نہ تھے پھر بھلا وہابیہ ان پر کیچڑ کیوں نہ اچھالیں علامہ کی حق شناسی اور حقیقت پسندی کا تو یہ ادنیٰ سا کرشمہ تھا کہ اردو کے عظیم شاعر حکیم مومن خاں مومن دہلوی جو بے ادبی و گستاخی کی اس طغیانی میں مولوی اسمٰعیل کی ہمنوائی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے تھے اور اپنے شفیق دوست علامہ فضل حق خیرآبادی کی دلآزاری کا باعث بنے تھے۔ آخر اپنے فعل پر نادم ہوکر علامہ کی حقانیت کے قائل ہو گئے۔ یار کو منانے کے لئے اپنے اندرونی جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے یہ دلدوز غزل لکھکر علامہ کے دربار عالیوقار میں پیش کی۔ غزل کیا ہے شاعر نازک خیال نے اپنا کلیجہ کاغذ پر نکال کر علامہ کے سامنے رکھ دیا ہے ؎

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
منہ سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجئے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاہد شہادتوں پہ ترے مدعی سے ہم
لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دیں
مومن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

ایک مومن ہی کے دل پر علامہ کی محبت کا اتنا گہرا اثر نہ تھا بلکہ سارا شہر دہلی ہی مولانا کی محبت میں سرشار تھا۔ بہادر شاہ ظفر، علامہ موصوف کے مشوروں سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ جنگ آزادی کے سپہ سالار جنرل بخت خاں، جنگی مہمات کے سلسلے میں مشورے کے لئے علامہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا سب سے پہلا فتویٰ علامہ ہی نے تو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور پھر خود ہی جامع مسجد دہلی میں ہزارہا لوگوں کے سامنے خود پڑھ کر سنایا تھا اور اسی کے ساتھ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس وقت انگریزوں کے خلاف علامہ نے ایسی جوشیلی تقریر کی تھی کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ——— ہزاروں کی تعداد میں لوگ لشکر مجاہدین میں بھرتی ہونے لگے مزید یہ کہ علامہ نے انگریز کے خلاف اس فتویٰ کو علماء کے دستخطوں سے مزین فرما کر شائع کرایا پورے ملک میں تقسیم کرا کے تحریک انقلاب کو آگے بڑھایا چنانچہ اس فتوے کی اشاعت کا اثر پورے ہندوستان پر پڑا سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ہنگامہ برپا ہوگیا تاریخ کے ریکارڈ پر یہ سب حقائق موجود ہیں مگر آج کے نام نہاد وہابی چاند پر خاک ڈالتے رہتے ہیں۔

بہر حال وہابیوں اور ان کے ممدوحین کی غداری سے آخر کار جب جنگ آزادی ناکام ہونے لگی اور سقوط دہلی کا سانحہ پیش آیا تو علامہ چھپنے، دبکنے، فرار ہونے یا معافی مانگ کر گلو خلاصی حاصل کرنے بجائے ——— ان مایوس کن

حالات میں بھی مجاہدین کی ہمت بڑھاتے رہے ——— جی ہاں :-

"میں (تھک کر) بیٹھ جانے والوں کو مسلسل ہمت دلاتا رہا"

(قصیدہ ہمزیہ۔ انڈیمان)

جب اس سے کام نہ چلا تو علامہ بجلی کی طرح کوندتے ہوئے اودھ جا پہنچے اور وہاں مجاہدین کو لیکر جگہ جگہ انگریزوں پر دھاوے بولنے لگے ان کی انقلابی کاروائیوں کے سلسلے میں اودھ کے چیف کمشنر کے سیکریٹری نے ہمیرپور کے کلکٹر کے نام ۸ دسمبر ۱۸۵۸ء کو اپنے سرکاری مراسلہ میں رپورٹ دی :-

"باغی بیسوا میں جو لکھنؤ سے شمال مغرب میں ہے شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ ان کی تعداد نو سو سوار جس میں چار سو پوری طرح مسلح ہیں۔ اس جماعت کے لیڈر فیروز شاہ شہزادہ دہلی اور مولوی فضل حق سابق سررشتہ دار کمشنر دہلی جس کے بہت سے اعزہ اعلیٰ مناصب حکومت پر ہیں"

(فریڈم اسٹرگل ان اترا پردیش حصہ دوم صد ۴۹۳ حصہ پنجم صد ۸۱ لکھنؤ انگریزی)

غرضکہ علامہ کی انقلابی فطرت نے انہیں ذرا چین سے نہ بیٹھنے دیا جگہ جگہ باغیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انگریزوں کو ناک چنے چبواتے رہے مگر وہابی یہی کہتے رہے ہیں کہ انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ نہ لیا حالانکہ غصہ سے بے قابو ہو کر اودھ کے جوڈیشنل کمشنر جارج کیمبل اور میجر بارد قائم مقام کمشنر خیرآباد نے ۴ مارچ ۱۸۵۹ء کو جنگ آزادی کی روح رواں کے خلاف ایک حکم صادر کیا جو علامہ کے حق میں ایک دستاویزی ثبوت ہے تو سنئے :-

"بغاوت شروع ہونے کے وقت وہ "الور" میں ملازم تھا۔ یہاں سے دیدہ دانستہ دہلی آیا اور اس کے بعد وہ

باغی اور بغاوت کے قدم بقدم چلتا رہا ایسے شخص کو سخت
ترین سزا ملنی چاہیئے اور اسے خاص طور پر ہندوستان
سے خارج کر دینا چاہیئے "

(ماہنامہ تحریک دہلی)

چنانچہ انگریزوں نے اپنے "دشمن جاں" کو کالے پانی بھیج کر چین کا سانس لیا اس کا اعتراف کرتے ہوئے بھی سیکریٹری ۱۱ دسمبر ۱۸۵۹ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے سیکریٹری کے نام اپنے ایک سرکاری مراسلہ میں لکھتا ہے۔

" مندرجہ ذیل لوگوں کے چلے جانے کے بعد حکومت کو
قیام امن میں کافی سہولت ہو رہی ہے ________
فیروشاہ۔ لکھڑشاہ اور مولوی فضل حق جو ہماری حکومت
کا دشمن جان ہے "

(فریڈم اسٹرگل ص۵۰۵)

چنانچہ انگریزوں کے یہ "دشمن جان" ________ علامہ فضل حق خیر آبادی جب جزیرہ انڈیمان پہنچے تو انتقاماً ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے ________ ٹوکرا دے کر صفائی کے کام پر لگا دیا جبہ و دستار کا کیا ذکر کپڑے تک اتار لئے۔ ایک تہمد اور کملی دے دی گئی پاؤں میں جوتا تک نہ تھا۔ ان دگرگوں حالات میں بھی ان کی بے چین طبیعت اور کچھ کر گزرنے کی فطرت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کچھ اور نہیں تو اس نے خدمت لوح و قلم ہی لے لی چنانچہ انہوں نے یہاں کئی کتابیں لکھیں جن میں ________ رسالہ الثورۃ الہند ________ اور ________ قصائد فتنۃ الہند ________ جنگ آزادی پر یہ کتابیں تاریخی اہمیت کی حامل اور عربی ادبیت کا شاہکار ہیں۔

ادھر علامہ کے صاحبزادے نے رہائی کے لئے انگلستان تک مقدمہ لڑا آخر رہائی کا پروانہ حاصل کر لیا لیکن قدرت کو اپنے غیور مجاہد کی لاج رکھنا تھی کالے پانی کی صعوبتیں سہتے سہتے شمع آزادی کے پروانے کو لوپ نے دو سال ہو چکے تھے آپ کے صاحبزادے جب آزادی کا پروانہ لے کر جزیرۂ انڈیمان کے ساحل پر اترے تو انہیں سامنے سے ایک جنازہ آتا ہوا نظر آیا جس کے ساتھ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ آزادی کے اسی بطل جلیل کا جنازہ ہے جسے دنیا علامہ فضل حق خیر آبادی کے نام سے یاد کرتی ہے بقول غالب۔ اب انہیں قید فرنگ اور قید حیات دونوں سے نجات مل چکی تھی۔

مختصر یہ کہ علامہ کا بچپن، جوانی اور کہولت کے بیشتر دن دہلی ہی میں گذرے تھے. انگریز کے روز بروز بڑھتے ہوئے اقتدار کو علامہ بچشم خود دیکھ رہے تھے چنانچہ عمائدین مملکت کو آپ نے بارہا خواب غفلت سے جھنجھوڑا۔ والیان ریاست کو بھی آنے والے طوفان سے خبر دار کیا خود بہادر شاہ ظفر کو آپ نے جو طویل مکتوب لکھا اس سے علامہ کی ملکی حالات پر گہری نظر اور سیاسی بصیرت کا پتہ چلتا ہے جو ایک ریکارڈ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:-

" جب سے انگریزوں کی عملداری ہوئی ہے معاش کے سارے وسائل مفقود ہیں اور روزگار کے دروازے ہندوستانیوں پر بند ہیں سوائے معدودے چند لوگوں کے جنہیں عدالت دیوانی، کلکٹری، فوجداری پرمٹ، تھانہ تحصیل کے عملے میں معمولی سی تنخواہ کی نوکری مل جاتی ہے وہ بھی اب دفتروں کے تبدیل ہونے اور سرکاری کام کا ڈھانچہ بدل جانے کے بعد ایسا نظر آرہا ہے کہ ان لوگوں سے چھن جائے گی۔

سرکار انگریزنے تجارت کے سارے گر اپنے قبضے میں رکھے ہیں اور تمام اجناس مثلاً: کپڑا، سوت، برتن، گھوڑے اور دوسرے مویشی وغیرہ ملک انگلستان سے لاتے ہیں اور اسی ملک (ہندوستان) کے ہر ہر شہر اور گاؤں میں فروخت کرکے خود نفع کماتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کو نفع اندرونی کا کوئی موقع نہیں دیتے اس لئے ہمارے تاجر اپنے پیشوں سے دست بردار ہو گئے ہیں اور معافی داروں کا یہ حال ہے کہ بغیر کسی تحقیقات کے ہر ضلع میں معافیاں ضبط کرلی گئی ہیں اور معافی داروں کے لئے کوئی وجہ معاش نہیں چھوڑی ہے۔

اور کسانوں کا یہ حال ہے کہ ان پر اتنے محاصل واجب کر دیئے گئے ہیں کہ ان میں ادا کرنے کی سکت نہیں ان کی بے مقدوری خود کلکٹر کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتی ہے۔

پس جب کسی کے لئے اس ملک میں روزگار باقی نہ رہا ہو تو اب اہل حرفہ کس کے لئے کام کریں جو ان کا پیٹ بھرنے اور جب سارے ہی لوگ تنگیٔ معاش میں مبتلا ہوں تو بھیک منگے کو کون خیرات دے یہ مختصر سی کیفیت رعایا کے ہندوستان کی معاشی تنگی کی ہے (ان حالات میں تمام عالم میں روزگار عنقاء کی طرح پابند ہو گیا سینکڑوں بیوائیں اور محتاج اپنی روزی کا دار ومدار چرخہ کاتنے، رسیاں بٹنے یا چکی پیسنے پر موقوف کئے ہوئے تھے،

اب ریشم کی تجارت سرکار نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے
اور ہاتھ کی چکیوں کی جگہ پن چکیاں لگ گئی ہیں تو یہ ذریعہ معاش
بھی جاتا رہا۔
ان ساری دشواریوں کے باوجود سر چارلس مٹکاف کا حکم ہوا
کہ ہم غریب (ہندوستانی) "زر چوکیداری" ادا کریں جو کبھی
سلاطین کے زمانہ میں یہ رسم نہیں ہوئی مگر حکم حاکم مرگ
مفاجات سمجھ کر اسے بھی قبول کیا اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
کا نیا حکم آیا ہے کہ جس میں انہوں نے ہر گلی کوچے میں پھاٹک
تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جس کا فائدہ نہ پہلے کچھ تھا نہ آئندہ
ہو سکتا ہے ہم غریبوں نے فاقہ کشی کی مصیبت جھیل کر سامان
گروی رکھ کر یا بیچ کھوچ کر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا اور اس
حکم کی تعمیل بھی کر دی۔ اب تو تعمیر پھاٹکوں کے کھلنے اور بند
ہونے کے اوقات یا چوکیدار کے تساہل سے ہم لوگوں کو
آئے دن تکلیف کا سامنا ہے مگر اسے بھی جھیل لیا۔ اس
خبر کے علاوہ اب صاحب مجسٹریٹ نے ہر محلہ میں پانچ
پنچوں کے مقرر کرنے کا حکم دیا ہے"
(نثار احمد فاروقی و مولانا فضل حق خیر آبادی کا ایک غیر مطبوعہ خط سہ ماہی
رسالہ نوائے ادب بمبئی صفحہ ۳۶، ۴۰ بحوالہ باغی ہندوستان صلا۱۶-۱۳)
مختصر یہ کہ انگریز نے مسلمانوں کی جان مال، عزت و آبرو اور دین و ایمان
سب کچھ چھین لینے کی کوشش کی:۔
(۱) انگریز نے مسلمان بچوں کو اپنا دین اور اپنی زبان سکھانے کے لئے جگہ جگہ

انگریزی اسکول کھولے اور مسلمانوں کے دینی مدرسوں کو یکسر ختم کرنیکی کوشش کی۔

(۲) ملک کی تمام پیداوار خرید کر غلے کی قیمت اور سپلائی پر اجارہ داری قائم کر لی تاکہ ساری خلق خدا ان کی محتاج رہے۔

(۳) مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنے اور پردہ نشین خواتین کا پردہ ختم کرانے کی بھی کوشش کی گئی۔

(الثورۃ الہندیہ، باغی ہندوستان ص۲۵۶، ۴۶)

صرف یہی نہیں بلکہ :۔

زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں ڈلوانا ——— سکھ رجمنٹ سے علی رؤس الاشہاد اغلام کرانا ——— فتح پور مسجد سے قلعے کے دروازے تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو لٹکانا، مسجدوں کی بے حرمتی خصوصاً شاہجہانی مسجد دہلی کے حجروں میں گھوڑوں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرانا اور حوض میں وضو کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا ناقابل معافی اور غیر ممکن التلافی جرم ہے۔"

(تفصیل کے لئے دیکھئے: "انقلاب ۱۸۵۷ء کا دوسرا رخ" مرتبہ شیخ حسام الدین بی۔اے امرتسری سابق صدر مجلس احرار اسلام ہند ——— باغی ہندوستان ۴۵، ۱۴۶)

اس طرح انگریز نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا جس نے ذرا سر اٹھایا اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا آیا ——— ہزاروں ہزار کو بے قصور ہی سولی پر چڑھایا ——— بہت سے مسلمانوں کو زندہ ہی سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کھولتے ہوئے کڑھاؤں میں تلوایا ——— جامع مسجد فتح پور سے لے کر قلعہ کے دروازہ تک تمام درختوں پر مسلمانوں کی ننگی لاشوں کو عبرت کے لئے لٹکایا ——— مساجد کو گھوڑوں کے اصطبل میں تبدیل کر کے وضو کے حوض میں لید

اور گوبر بھروایا غرضکہ گلی کوچوں اور بازار کی نالیوں میں گندے پانی کی جگہ مسلمانوں کا خون ناحق بہایا ایک طرف تو انگریز یہ سب کچھ کر رہا تھا اور ـــــ دوسری طرف چشم فلک نے بے حسی اور ناعاقبت اندیشی کا یہ منظر بھی دیکھا تھا کہ ـــــ کلکتہ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی بڑے خشوع و خضوع سے وعظ فرما رہے تھے ـــــ "انگریز پر جہاد کسی طرح واجب نہیں بلکہ انگریز پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"

اور سید احمد بریلوی مسلمانوں کو دلنشین انداز میں بڑے پیار سے سمجھا رہے تھے۔ "ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ فریقین کا خون گرا دیں"

چنانچہ اپنی انہی خدمات جلیلہ کے صلہ میں یہ مقدس حضرات سئور کھانیوالی انگریز قوم کی حلال و طیب دعوتیں اڑا رہے تھے حرام خور انگریز سے جھولیاں بھر بھر کے نذرانے وصول فرما رہے تھے۔

جی ہاں! ـــــ سید احمد بریلوی کے قدیم مداحین کی کتب "مخزن احمدی" اور "سوانح احمدی" سبھی گواہ ہیں کہ انگریز بہادر اپنے ایجنٹ سید احمد اور غدار قوم اسمٰعیل دہلوی پر اشرفیوں کی بارش کیا کرتے تھے اپنے ان ـــــ وفاداروں کے اعزاز میں دعوتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے اس کے عوض غداران قوم انگریزوں کا دم بھرتے تھے انگریزوں کا کلمہ پڑھتے تھے چنانچہ تبلیغ اسلام کا ذرا یہ بھونڈا مظاہرہ بھی ملاحظہ فرمائیے خود انگریزوں کے درمیان اسمٰعیل دہلوی جہاد کا وعظ فرماتے تھے اور انگریز بہادر اپنی میموں کو پیر و مرشد سید احمد کا مرید کراتے تھے اور پھر ان حضرات کو حق غداری کے طور پر گرانقدر نذرانے پیش کئے جاتے تھے جنہیں یہ

حضرات خون مسلم کے معاوضہ کے طور پر بخوشی قبول کرتے جاتے تھے اور انگریزی سامراج کی حیات دائمی کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے بلکہ دوسرے غداروں کے ساتھ خود انگریزی راج پر قربان ہوئے جاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شروع سے لیکر آج تک ملت اسلامیہ میں ابو عبداللہ میر جعفر اور میر صادق سبھی قسم کے غدار گذرے ہیں مگر جس نوعیت سے سید احمد ناہنجار اور اسمٰعیل دہلوی نابکار نے مسلمانوں سے غداری کی ہے تاریخ اسلام میں ایسی کوئی دلیل شامل نہیں ملتی۔

غرضکہ حریت آزادی کے بطلِ جلیل علامہ فضلِ حق خیر آبادی کی ذات گرامی اپنے عہد پر چھائی ہوئی تھی۔ ان کی تمام زندگی انگریز کے خلاف جہاد میں اور باقی اس جرم کی سزا پانے میں گذری وہ شہید تحریک آزادی تھے اور صحیح معنوں میں جنگِ آزادی کے "ہیرو" تھے لیکن انگریز کے پٹھوؤں نے ان کی صاف شفاف شخصیت کو اس قدر گدلایا ——— وہابیہ نے ان کے چاند سے کردار کو اس درجہ گہنایا اور نام نہاد مؤرخوں نے جان بوجھ کر قوم کے دل سے ان کی زریں خدمات کو اس طرح فراموش کرایا کہ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ آج عام طور پر تمام تاریخوں، تذکروں اور درسی کتابوں میں قوم کے انہی غداروں اور انگریز کے ایجنٹوں یعنی سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ——— ہی کو جنگِ آزادی کا "ہیرو" قرار دیا جارہا ہے حالانکہ تحریک آزادی سے قریب تر لکھی جانے والی کسی بھی کتاب میں بلکہ اس دور کے انکے اپنے مؤرخ کی لکھی ہوئی کسی کتاب میں بھی ان غداروں کی ——— "انگریز دشمنی" ——— کے حق میں کوئی شہادت کوئی روایت موجود نہیں جبکہ فضل حق خیر آبادی کے حق میں کیا اپنے کیا پرائے سبھی کلمۂ خیر لکھ رہے ہیں انتہا یہ ہے کہ خود ان کا دشمنِ جان انگریز بھی اپنی مخصوص

زبان میں انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

جی ہاں! علامہ کی وفات کے صرف ۹ سال بعد مشہور انگریز مصنف ہنٹر مدرسۂ عالیہ کلکتہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اسی کے صدر مدرس عبدالحق خیر آبادی کے والد فضل حق خیر آبادی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"موجودہ ہیڈ مولوی اس عالم دین کے صاحبزادے ہیں جن کو ۱۸۵۷ء کے غدر نے نمایاں کر دیا تھا اور جنہوں نے اپنے جرموں کا خمیازہ اس طرح بھگتا کہ بحر ہند کے ایک جزیرے میں تمام عمر کے لئے جلاوطن کر دیئے جائیں اس "غدار" عالم دین کا کتب خانہ جس کو حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ اب کلکتہ کے کالج میں موجود ہے"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۲۹۴ مترجمہ ڈاکٹر صادق حسین طبع دوم ۱۹۵۵ لاہور)

بھلا اس سے بڑا علامہ کے لئے تمغۂ اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ انگریز اپنے قلم سے انہیں "غدار" لکھ رہا ہے اور عمر قید کا سزاوار ٹھہرا رہا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ علامہ جنگ آزادی کے روح رواں تھے ہوشمند مدبر اور بالغ نظر مبصر کی حیثیت سے ہندوستانی سیاست و معیشت پر ان کی گہری نظر تھی حساس دل لے کر آئے تھے اور خدا کی دی ہوئی بصیرت سے آنے والے طوفان کا اندازہ لگا چکے تھے اسی لئے عمائدین مملکت کو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اٹھاتے رہے تھے۔

خود اپنے عربی رسالہ غدریہ میں جو واقعات غدر پر ایک مستند دستاویز ہے، بڑے دکھے دل سے لکھتے ہیں:۔

"تحریک آزادی کے سلسلے میں میری جو رائے تھی اور میری

عقل کا جو فیصلہ تھا میں نے لوگوں کے سامنے رکھا مگر انہوں
نے میری رائے اور میری ہدایت کو نہ مانا"

چنانچہ ناعاقبت اندیش اپنی سزا کو پہنچے ——— علامہ کے سارے اندلیشے صحیح ثابت ہوئے۔

علامہ کی وسیع النظری، دور اندیشی حق گوئی اور جرأت مندی کی پورے غلام ہندوستان میں مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ عدالت میں علامہ کی مقدس صورت دیکھی تو انگریزوں کا مخبر اسقدر متاثر ہوا کہ اپنے سابقہ بیان سے مکرنے لگا اور کہنے لگا کہ :۔

مولانا فضل حق یہ نہیں وہ دوسرے تھے جنہوں نے فتویٰ دیا تھا"

لیکن علامہ کی شان استقلال کے قربان جائیے کہ اللہ کے شیر نے گرج کر کہا :۔

"پہلے اس گواہ نے سچ کہا تھا اب عدالت میں میری صورت
دیکھ کر مرعوب ہو گیا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے ———
اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے"

(از سیر علماء)

اس طرح بھری عدالت میں اپنے فتوے جہاد کا صاف لفظوں میں اقرار کر کے ہر قسم کے مصائب کو علامہ نے خود دعوت دی مصلحت کوشی کو بالائے طاق رکھ کر رعایت کا ہر موقع ہاتھ سے نکل جانے دیا غرضکہ حالات سے کسی طرح سمجھوتا نہ کیا مگر آزادی کی لاج بہر حال رکھی اور حریت کی ناموس کا دفاع بہر طور کیا ——— نتیجہ جو ہونا تھا سو ہوا مگر علامہ نے تاحیات قید و بند کی سزا کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

آخر کار وہاں بڑے اذیت ناک مصائب کا شکار ہو کر اپنی جان عزیز کو

جان آفریں کے سپرد کر دیا ـــــــ مگر انگریز کے سامنے سر نہ جھکایا۔

اس طرح اس سرفروش نے سر کٹا کر تاریخ آزادی ہند میں اپنا نام روشن حرفوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شدہ زعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی طرح ان غداران ملک وملت کے جانشینوں کا لعنتی کردار بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ اسی دوران علمائے دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی کو جنگ آزادی میں شرکت کے شبہ میں پکڑا جاتا ہے اور مظفر نگر کی عدالت میں پیش کر کے پوچھا جاتا ہے: "کیا تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا تھا"

اس پر مولوی گنگوہی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہمارا کام فساد نہیں، نہ ہم مفسدوں کے ساتھی"

(از تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۸۵۔ از عاشق علی میرٹھی دیوبندی)

یہ تو رہا عدالتی کا حال اب ذرا ان بزرگوں کی نجی محفل کا احوال بھی خود انہی کی زبانی سن لیجئے۔ چنانچہ مولوی گنگوہی فرماتے تھے:۔

"جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا ـــــــ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۸۰)

کیا غضب ہے کہ آقایان فرنگ کے انہی غلاموں کو آج حریت و آزادی کے بطل جلیل علامہ فضل حق خیرآبادی پر فوقیت دی جا رہی ہے انگریز کے پیر کی جوتی

کو وہابیہ اپنے سر کا تاج بنا رہے ہیں ——————— اور قوم کے سر تاج کے سر پر خاک اڑا رہے ہیں۔

جنوں کا نام خرد پڑ گیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

- بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور احترامِ نبوت کا کماحقہ پاسدار
- مسلکِ اہلسنّت و جماعت اور سلف صالحین کا صحیح ترجمان
- قرآن پاک کا صحیح اور سب سے زیادہ مقبول ترجمہ
- کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی زبان

کنز الایمان

ترجمۂ قرآن (اردو)

اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز

- قاری محمد ظفر احمد ابن مفتی محمد مظفر احمدؒ کی خوش الحان تلاوت قرآن پاک۔
- محترم سید محمد علی حمزہ گوہر کے منفرد انداز میں ترجمۂ قرآن۔
- جدید ترین اسٹوڈیو میں ماہرین کی زیرِ نگرانی اسٹیریو ریکارڈنگ۔
- تیس کیسٹوں پر مشتمل مکمل سیٹ۔ ہر پارہ علیحدہ کیسٹ میں۔

منجانب: ضیائیٹیپ لائبریری

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن
پوسٹ بکس نمبر ۱۳۲۲۵۔ کراچی ۲
فون ۲۲۶۵۶۸

تعاون: آن اسٹوڈیو۔ (آن ڈیکوریشن) ۔ میٹھادر۔ کراچی